THE ALHAKAM

Qadian

الحکم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

نمبر ۵	مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۴ء	جلد ۲۶

مکتوبات امام

(۴)

ایک شخص نے تبلیغ کیلئے امریکہ وغیرہ جانے کی خواہش کی۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب (ایڈیٹر)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخلاص فی التبلیغ کا سبق

آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضور جواب میں فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک اس ملک میں تبلیغ کے بہت سے رستے کھلے ہوئے ہیں۔ میں ایسے ہی شخص کا باہر جانا پسند کرتا ہوں جس کا باہر جانا کے لئے خاص طور پر مفید ہو۔ آپ اپنے اردگرد کے علاقہ میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے جوش کو پورا کر سکتے ہیں۔ آپ کو سمندر کے پار جانے کی کیا ضرورت ہے؟ باہر وہی انسان جا سکتا ہے جو کہ خصوصیت کیساتھ علم دین رکھتا ہو۔ اور اس کی طبیعت بیرونی اثرات کے قبول کرنے سے بالکل محفوظ ہو۔ اس کے بغیر باہر جانا جو ہے وہ اپنی طاقتوں کا ضائع کرنا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ میرے نزدیک اس معاملہ میں میری رائے مضبوطی پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ تجربہ کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔

ولایت اور امریکہ جانے کی خواہش جس طرح اور جماعت کے لوگوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ ان کے نفس اپنے حالات کے متعلق ان کو یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ ہم دین کے لئے باہر جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ نہ وہ دنیا کی خاطر جاتے ہیں۔ اور نہ یہ دین کی خاطر وہ بھی ولایت کی خاطر جاتے ہیں یہ بھی ولایت کی خاطر جاتے ہیں۔ میں اس بات کو دیکھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ ہماری جماعت کی سینکڑوں روحیں تڑپ رہی ہیں کہ ہم امریکہ اور ولایت تبلیغ کیلئے جائیں۔ ایک دو آدمی کے سوائے یہ تڑپ کسی کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ کہ ہم نیپال چین۔ ایران اور افغانستان اور تبت میں جاکر تبلیغ کریں۔ اور اگر شیطان دھوکہ نہیں دے رہا۔ اور واقع میں خدا کی خاطر یہ تحریک ان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ تو کیوں یہ خواہش نہیں پیدا ہوتی۔

پس میں اس یقین پر پہنچا ہوا ہوں۔ کہ امریکہ اور ولایت جانے کی خواہش محض نفسانیت اور شیطانی خیال ہے۔ اور میں نے جہاں تک سمجھا ہے۔ ایسی خواہش کے ظاہر کرنے والے یا تو خود دھوکہ دینے والے یا اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں۔ خدا کی ایسی مخلوق جو انگلستان اور امریکہ کے نسبت جاہلانہ حق کو قبول کرنے کو تیار رہتے ہیں ہندوستان میں کثرت سے موجود ہے۔ ہندوستان کے تینوں کناروں میں موجود ہے۔ اگر خدا کی خوشنودی مد نظر ہے۔ تو لوگ جائیں گے۔ اور ان علاقوں میں تبلیغ کریں گا۔

خاکسار رحیم بخش

(۵)

[اکال گڑھ سے برادرم محمد شریف سکریٹری جماعت نے ایک سکھ کے دو سوال لکھ کر بھیجے۔ کہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کا کونسا مذہب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی کونسی زبان ہے۔ جواب کے لئے سائل کی خواہش تھی کہ دلائل سے دیا جاوے۔ کتاب کا حوالہ نہ ہو۔ حضرت اقدس نے حسب ذیل جواب لکھوایا۔ (ایڈیٹر)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کا مذہب اور خدا کی زبان کوئی نہیں

آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا حضور ان ہر دو سوالوں کے جواب یوں فرماتے ہیں۔

پہلے سوال کا جواب ایک دوسرے سوال میں آتا ہے۔ کوئی شخص یہ سوال کرے کہ پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔

[illegible] در دم الکتر چھپکر شائع ہوا۔)

...اں بیا ہے۔ کے پاس کیوں نہیں جاتا۔

مذہب کے معنے رستہ کے ہیں۔ یعنی کس طریق سے انسان خدا تک پہونچ سکتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کا یہ مذہب ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس طریق سے خدا تک پہونچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جب یہ کہیں کہ خدا کا کیا مذہب ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ خدا کس طرح لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ لغو اور بے ہودہ سوال نہیں ہو سکتا۔ خدا خود مرجع ہے۔ مرجع کی طرف دوسری چیزیں آیا کرتی ہیں مرجع کہیں جایا کرتا۔

...۔ اپنی ذاتی خدا کی کوئی زبان نہیں۔ بندے جس زبان میں بات کریں۔ وہی خدائی زبان ہوتی ہے۔ اگر بندے پنجابی جانتے ہیں تو خدا کی زبان پنجابی ہے۔ اگر اردو تو اردو۔ اور اگر عربی بولتے ہیں۔ تو اس کی زبان عربی ہے۔ جس زبان میں بندے خدا سے کلام کرتے ہیں اس کی وہی زبان ہے۔ زبان دو کے لئے ہوا کرتی ہے۔ خدا ایک ہے۔ ایک ہی وجود کے لئے کسی زبان کی ضرورت نہیں

خاکسار رحیم بخش ۲۷/۲/۲۴

(۶)

ایک شخص کے چند سوالوں کا جواب

جو حضرت نے لکھوایا ... عام فہم کرنے کیلئے سوال اور جواب ... دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

سوال۱: کیا ... شخص ... وفات پا گیا ہے۔ کسی کی دعا سے درجات ... حاصل کر سکتا ہے۔ اور نجات پا سکتا ہے۔

جواب: دعاؤں سے فائدہ ہوتا ہے۔ باقی نجات تو بڑا مرحلہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ مومنوں کی دعاؤں کو قبول کرکے گناہوں سے چشم پوشی بھی کرتا ہے۔ لیکن یہ مرحلہ کہ کوئی شخص حقیقی طور پر جہنم کا حقدار ہو۔ اور دعاؤں سے نجات پا جائے بہت بڑا کام ہے۔ اس کے لئے خاص ہی دعا ہوگی۔ اصل ... تو دنیا ہے۔

سوال۲: کیا غیر احمدی کی وفات کے بعد دعا کرنا جائز ہے

جواب: جنازہ تو اس کا بالکل ناجائز ہے۔ دعا مشکوک امر ہے۔ میں اس کے متعلق قطعی رائے کوئی نہیں دیسکتا۔

سوال۳: کیا رشتہ دار مرنے کے بعد مل کر رہتے ہیں۔ یا کہ قیامت کو ملاقات کریں گے۔

جواب: مرنے کے بعد اتصال اس قسم کا پیدا ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ کہ جیسے ایک مقام پر اور جیسے ایک جگہ کے رہنے والوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ اس طرح مرنے کے بعد بھی لوگوں کی آپس میں ملاقات ہوگی۔ حقیقی وصل وہ ہے۔ جس میں کوئی بعد ... ہی نہیں ہو سکتا۔ وہ قیامت کے بعد ہی ہے۔

سوال۴: کیا روح دنیا پر آتے ہیں۔

جواب: روح باجازت آتے ہیں۔ ہاں انسان کے سفر کی طرح نہیں۔ آنے سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کو دنیا کے بعض حصوں یا بعض اشخاص سے ربط دیا جاتا ہے۔ اپنے مقام کو چھوڑنے کی وجہ اور ضرورت نہیں۔ مقام اجسام کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ روح کا صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ اس کی نظر کتنی وسیع ہو۔ اور کتنے فاصلہ پر ربط پیدا کرسکے۔ پس انہی طاقتوں کیساتھ وہ اپنا کام کرکے اپنی اصل جگہ پر آجاتی ہے۔

سوال۵: کیا اس کو اللہ تعالیٰ علم دیتا ہے۔ کہ فلاں شخص تمہارے لئے دعا کر رہا ہے۔

جواب: اللہ تعالےٰ کی منشا پر بات ہے۔ اگر چاہے۔ تو علم دیدے۔ یہ ضرور نہیں کہ علم دیا جائے۔ نہ یہ کہ یہ فعل کس کا ہے۔ جس رنگ کی دعا اور جس اخلاص سے کی جائے یا مرنے والا جس کی دلداری اللہ کو منظور ہو۔ اس کے مطابق علم دیدیا جاتا ہے۔

سوال۶: کیا وہ زندوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو علم ہو۔ کہ فلاں شخص میرے لئے دعا کر رہا ہے۔

جواب: ہاں دعائیں کرتے ہیں۔ بغیر علم کے بھی دعائیں کرتے ہیں۔

سوال۷: کیا ایک مردے کو خیرات فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

جواب: ہاں مردہ کو خیرات سے فائدہ پہونچتا ہے۔

سوال۸: اور تیسرا سوال ایک ہی ہیں۔

سوال۹: کیا اللہ تعالےٰ پیدائش کے وقت ہر شخص کو یکساں استعداد عطا کرتا ہے۔

جواب: استعدادیں جسمانی والدین اور حالات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ استعدادیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک استعداد اس قسم کی ہے جو سب کے اندر یکساں ہوتی ہے۔ جس کو قوت ارادی کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا اپنے اعمال پر مقدرت رکھنا۔ قوت ارادی سے میری مراد وہ ہے۔ جس کو دل یا دل کہتے ہیں۔ اس میں فرق ہوتا ہے۔ اور ایک استعداد اس قسم کی ہوتی ہے۔ جو عمل کی زیادتی اور کمی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ یہ استعدادیں ہر شخص میں الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں۔ کسی میں زیادہ اور کسی میں کم۔ تمام عالم کا کارخانہ اسی اختلاف کے اوپر چل رہا ہے۔ اور انسان کو اپنے اعمال پر جو مقدرت حاصل ہے وہ بھی اسی اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اگر طاقتوں کا اختلاف نہ ہوتا۔ تو انسان مجبور ہوتا۔ اور اس وجہ سے کسی سزا جزا کا مستحق نہ ہوتا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جن کو زیادہ استعدادیں ملتی ہیں ان کو اجر زیادہ ملیگا۔ اور جن کو کم استعدادیں ملی ہیں تو ان کی جزا کم کیوں کی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ بدلہ دیتے وقت اس کا موازنہ رکھیگا۔ کہ کس شخص کے اعمال میں اس استعداد کا دخل ہے۔ جس کے پیدا کرنے میں اس کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اور کس حد تک انسان کے اعمال میں اس مقدرت کا دخل ہے جو خدا تعالےٰ نے تمام انسانوں میں مساوی پیدا کردی ہے۔ سوائے مجنوں کے۔ جس کو سزا اور جزا سے بالکل الگ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ظلم نہیں ہے۔ اور کسی کے ساتھ رعایت نہیں ہے۔

خاکسار رحیم بخش

(خط پر تاریخ نہیں۔ غالباً دسمبر ۱۹۲۳ء کے پہلے عشرہ کا خط ہے۔)

---

(۷)

تعبیر خواب

ایک دوست نے اپنا ایک خواب احمدیہ ہوسٹل لاہور سے لکھا۔ حضرت اقدس نے اس کے جواب میں لکھوایا۔ (ایڈیٹر)

مکرمی! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا کارڈ پہونچا۔ حضرت صاحب آپ کے خواب کی تعبیر یہ فرماتے ہیں۔

کہ واقعات کا اظہار ہے۔ جب کوئی قوم ترقی کرتی ہے۔ تو ایسا ہوتا ہے۔ جس کی زمین پر قبضہ کیا جاتا ہے وہ لڑتا ہے۔ تو جس کے آدمیوں پر قبضہ کیا جائے وہ کیوں نہ لڑیگا۔ جب تک تبلیغی قومیں ایک بیج کی شکل میں ہوتی ہیں۔ تب تک دوسری قومیں ان کو دیکھ کر ہنستی ہیں اور سمجھتی ہیں یہ پاگل ہیں۔ اور جب وہ بیج نشو و نما پانے لگتا ہے۔ تو ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور وہ دیوانہ وار ... ہیں۔ یہی حال ہماری جماعت کا ہوگا۔ اب تک ہماری ... کی کوشش اور اس کے نتائج کو دیکھ کر لوگ ... وہ زمانہ آگیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ زیادہ وضاحت کے ساتھ اور نمایاں طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور اس کے نتائج میں مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے لوگوں کی دشمنیاں اور عداوتیں بھڑک اٹھیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے آخری عمر میں کثرت سے بتایا تھا۔ کہ ابتلا ... آئیں گے۔ اور تباہی پر تباہی آئیگی۔ اور قریب ہے کہ بہت سے لوگ ان خطروں اور مصیبتوں کو دیکھ کر گھبرا جائیں۔ اور ثابت قدم نہ رہ سکیں۔ مگر مبارک ... گے وہ لوگ جو آخر وقت تک ثابت قدم رہیں گے ... خدا تعالےٰ کے انعاموں کے وارث ہوں گے۔ یہ ... ان ہی ترقیوں کے زمانہ کے متعلق تھے۔ ورنہ حضرت صاحب کے زمانہ کی مخالفتیں سرد ہو چکی ہیں۔

والسلام

رحیم بخش ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

شذرات

شام کے جدید نبی کی حقیقت

پچھلے دنوں اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ کہ شام میں ایک شخص نے ادعائے نبوت کیا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ حکومت نے اس کو اور اس کے تین پیرووں کو گرفتار کیا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ نہایت سادہ لوح اور بے وقوف ہے۔ اور بعض مشائخ نے اس کو روپیہ پیدا کرنے کی مشین بنا کر نبی مشہور کیا اور دو ہزار ریال مجیدی اس کے ذریعہ مشائخ نے پیدا بھی کیا ہے۔ دیوبند کے علماء کو مبارک ہو کہ شام کے اسلام فروش مشائخ ایک نبی پیدا کر رہے ہیں۔

مسیحیت کے خلاف ماسکو میں تھیٹر

بالشویک حکومت نے ماسکو میں ایک تھیٹر قائم کیا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ آرتھوڈکس گرجوں کے خلاف تماشے دکھائے جائیں اور عام مسیحیت کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاوے۔ یہ عیسائی مذہب کی موت کے اسباب میں سے ایک زبردست سبب ہے کہ خود گھر میں اس کی مخالفت شروع ہے۔ اور انگلستان اور امریکہ میں عقاید مسیحیت سے بیزاری اور نفرت بڑھ رہی ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوحات کا نتیجہ ہے۔ کہ دجال اندر ہی اندر گھل جائیگا

روس میں مسلمانوں کی اصلاحی مجلس

روس کے علما کا ایک عام جلسہ ہوا جس میں ترکستان، آذربائیجان یوکرائن اور قریب قریب کے تمام علماء شریک ہوئے۔ (۱) مسلمانوں کی اصلاح (۲) ترکستان و علاقہ قفقاز میں تحفظ مذہب (۳) مسلمانان قفقاز کے لئے مفتی کا انتظام (۴) مسلمانوں میں باہمی اتحاد اور اسلامی ممالک سے تعلقات مضبوط کرنے کے مسایل پر بحث و مباحثہ اور غور و خوض کیا گیا۔

یہ تحریک مبارک ہے۔ اور اسی سے مسلمانان روس میں ایک بیداری پیدا ہو کر حقیقی اسلام کی طرف توجہ ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمارا فرض ظاہر ہے۔

مولانا خجندی کا خطاب علماء سے

مولانا خجندی نے اپنے اخبار شوکت میں ملتان کی یہ حالت ظاہر کرتے ہوئے کہ ملتان کے ہنود بعض مسجدوں کو بے حرمت کرتے ہیں علماء سے خطاب کرتے ہیں۔

"چند غریب مسلمانوں کی سنتا کون ہے علم مسلمان بے حیائی کی چادر تانے اطمینان کی نیند سو رہے ہیں۔ کہاں ہیں کفر کے فتوے چھاپنے والے۔ ملتان جائیں۔ اور اپنی حمیت دینی کا جوش دکھائیں۔ دشمنان حق کے روبرو مسلمانوں کو کافر بنانے کے اشتہار دینا آسان ہے۔ عملاً اسلام کی مدد کرو تو کام آئے"

خجندی بابا حلقہ ارتداد میں ہم سے ملے ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کو اختلاف ہے۔ لیکن اگر انہوں نے یہ واقعی احساس کیا ہے۔ کہ ان کفر فروشی علماء کی دکانوں کو سرد کر دینا چاہیئے۔ تو اس جہاد میں مرد میدان بن کر آواز اٹھائیں۔ اسلام کے لئے ان علماء سوء کا فتنہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جنہوں نے اسلام کے شیرازہ کو بکھیر دیا ہے۔ اور اب یہ اوراق پریشان دشمنوں کے ہاتھوں میں جا رہے ہیں۔ خدا رحم کرے۔ آمین

مسلم خواتین ہند کی مجلس میں شریعت کی ہتک

دسمبر گذشتہ میں مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس کے ساتھ علیگڑھ میں عورتوں کی انجمن کا بھی اجلاس ہوا۔ اس انجمن کی سیکرٹری مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی حیدرآباد دکن کی اہلیہ صاحبہ (نفیس دلہن) ہیں۔ اس جلسہ میں تعدد ازدواج کے خلاف تحریک ہوئی۔ مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلم خواتین کے جلسہ میں ایسی تحریک پیش کی جائے۔ جو قرآن مجید کے ارشاد اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صلحائے امت کے عمل کے خلاف ہو۔ اور اس پر کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔

اگر اس قسم کی تحریکوں پر عام طور پر بیزاری کا اعلان نہ کیا گیا۔ اور اس بڑھتے ہوئے فتنہ کو نہ روکا گیا۔ تو عورتوں کے دل سے اسلام کا احترام اور شریعت کا ادب اٹھ جائے گا۔ علماء سوء سے تو یہ توقع نہیں کہ وہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ [illegible] عالیہ احمدیہ کی خواتین سے [illegible] اس فتنہ کے خلاف اپنی آواز بلند کریں [illegible] جہاں لجنۃ اماء اللہ کی مجلسیں قائم ہیں [illegible] کر کے باقاعدہ تجویز پاس کی جاوے۔ اور [illegible] کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس کیا جائے [illegible] اس قسم کی غلطی نہ ہو۔ اور اس تجویز کی نقل مختلف اخبارات کو بھیجی جاوے۔ اور بیگم صاحبہ بھوپال کو بھی ایک نقل ارسال کی جاوے۔

آیندہ نسل کی تربیت اور ان میں مذہبی احساسات کو زندہ رکھنا عورتوں پر موقوف ہے۔ اگر مسلمان عورتیں اس قسم کی تجویزیں پاس کر کے شریعت کا استخفاف کریں تو ان کی آیندہ نسلوں میں دینداری کا کیا جذبہ باقی رہ جائے گا۔ احمدی خواتین کے فرائض ظاہر ہیں کہ ان کو مسلم خواتین کی اصلاح کا کتنا بڑا کام کرنا ہے۔ جس طرح پر مسلمان مردوں میں مذہب کی طرف سے بے [illegible] اور غفلت پیدا ہو رہی ہے۔ عورتوں میں یہ مرض [illegible] بھی بڑھ رہا ہے۔ تعلیم جدید نے مردوں کو بھی مذہب سے بدظن کیا ہے۔ اور اب جو عورتوں میں تعلیم پھیل رہی ہے۔ ان کی حالت بھی بدتر ہو رہی ہے۔ اس لئے بہت بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ صدر المہام امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن کی بیوی اس مجلس میں [illegible] ہو۔ اور نہ اس جلسہ کی سکرٹری ہو۔ اور وہ منع نہ کرے۔ اور ایسی تجویز کو پیش کرنے سے [illegible]

بہرحال یہ مرض ہے جو استخفاف شریعت کا عورتوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ ابھی سے اس کا تدارک [illegible]

ٹرکی کے شرعی محکمہ کا اعلان

ٹرکی جدید میں اب شرعی تجدید کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ شرعی محکمہ کی طرف سے اعلان ہوا ہے۔ کہ اگر کسی عورت نے بوقت نکاح یہ شرط کی کہ دوسرا نکاح نہ کیا جائے پھر مرد نے نکاح کر لیا تو حد نکاح کا جائز ہو گا۔

ٹرکی کی مستورات میں آزادی بے حد بڑھ رہی ہے اور یہ وہ آزادی ہے جو یورپین قوموں کی آزادی کا ثمرہ [illegible] نتیجہ ہے۔ جدید ٹرکی نے اگر اسی طرح پر شرعی احکام میں تجدید کا سلسلہ شروع کیا تو نتائج خطرناک ہوں گے [illegible] عورتوں میں تعدد ازدواج کے خلاف روح پیدا کرنا اور ان میں اس کے لئے نفرت کے جذبات پیدا کرنا خطرناک غلطی ہے۔ جبکہ تعدد ازدواج ایک شرعی اجازت ہے۔ اور فطرتی طور پر انسان کی ضرورت کا احساس اور اس کے فوائد ظاہر ہیں۔ پر اس قسم کے قواعد کا نفاذ [illegible] اور بے ہودگی ہے۔

جمعیتہ العلماء اپنی دقیقہ اس سے ضرور اس قسم کے اعلانات کی تائید کرنے کے لئے اپنی ٹکسال فتوے سازی سے کوئی فتوے نافذ کرے گی۔ اور اس حمایت میں فقہی استدلات کا اور منطقی قضایا کا کوئی بہترین نمونہ پیش کرنے کے لئے تیار ہوگی۔

گائیکوار بڑودہ کی نصیحت

مہاراجہ بڑودہ نے بنارس یونیورسٹی کے کانووکیشن کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے اہل ہنود کو یہ مشورہ دیا۔ کہ وہ ایسے مشیروں کی بات ہرگز نہ مانیں۔ جو ہمیشہ ان کے سامنے قدیم ہندو تہذیب کے مکمل ہونے گن گایا کرتے ہیں اور ان کے کانوں میں ان کی قدامت کے بینظیر ہونے کی روایات ڈالتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ واقعات صحیح طور پر جانچیں۔ اور اس قسم کی وہمی اپیلوں کی اندھا دھند پیروی سے انکار کر دیں۔

قدیم ہندو تہذیب کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ گائیکوار بڑودہ کی نصیحت ہمارے ہندو دوستوں کے لئے کافی ہے۔ اگر ان کے کان شنوا ہیں۔ کچھ تعجب نہیں گائیکوار بڑودہ پر بنارس میں پنجابی ہندو کو دیکھ کر قدیم ہندو تہذیب کے اثرات خراب پڑے ہوں۔ جو اب تک وہاں اس تہذیب کے عملی مناظر کو پیش کرتا ہے۔ ہندو برادران گائیکوار کی نصیحت پر ضرور عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

انگلستان میں انقلاب حکومت

انگلستان میں حکومت کا انقلاب ہو گیا ہے۔ اب حزب العمال کی حکومت ہو گئی ہے۔ مزدور وزارت مسٹر میکڈانلڈ کی صورت عظمیٰ میں قائم ہو گئی ہے۔ ہندوستان کی وزارت کے لئے دریجوڈ کے متعلق جو امیدیں تھیں وہ پامال ہو گئی ہیں۔ مسٹر سڈنی اولیویر وزیر ہند ہیں۔ لیبر پارٹی سے کچھ شک نہیں ہندوستان کو کچھ توقعات نہیں۔ مگر وزیر اعظم نے جو پیغام ہندوستان کو دیا ہے وہ قابل غور ہے۔ چنانچہ وزیر اعظم فرماتے ہیں۔

اگر ہندوستان آئین پسندی اور انقلاب کے درمیان جد وجہد کا میدان بن گیا۔ تو میں اس کے لئے کوئی امید نہیں دیکھتا۔ کیونکہ کوئی بھی برٹش پارٹی طاقت سے خواہ وہ خاموش ہو یا سرگرم یا گورنمنٹ کا کام بند کرنے کی غرض سے وضع کردہ پولیسیوں کی دھمکی سے نہیں ڈریگی۔

میں ہندوستان کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ وہ انگلستان کی فتوے پسندی اور نیک نیتی سے فائدہ اٹھائے۔ بجائے اس کے کہ وہ علیحدہ کھڑا ہو۔!

وزیر اعظم کا یہ پیغام آنے والے واقعات کی ایک کلید ہے۔ جس کو سیاسی مدبر اپنے سامنے رکھیں گے۔

امریکہ کی چٹھی

جناب مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ نے اخبار وکیل کے ذریعہ حسب ذیل چٹھی شائع کی ہے۔ اس میں دوسرے مسلمانوں کو امریکہ میں اشاعت اسلام کے کام کے لئے دعوت دی ہے وہ اس پر عمل کریں گے یا نہیں؟ اس سردردی کو چھوڑ کر ہمیں اپنا فرض سوچنا چاہیئے۔ اور اس قوم کو جو اسلام کے زیادہ قریب ہو سکتی ہے۔ دعوت اسلام پہونچانے کیواسطے ہر ممکن کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ (ایڈیٹر)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز آپ لوگوں کی خدمت میں ایک ضروری امر اخبار وکیل کے ذریعہ پیش کرتا ہوا ملتمس ہے کہ آپ ان سطور کو غور اور توجہ سے ملاحظہ فرمائینگے وہو ھذا

مسلمان دنیا میں اس لئے پیدا کئے گئے تھے کہ وہ علمائے کلمۃ اللہ کریں۔ دنیا کو بھلائی کا سبق دیں۔ اور برائی سے منع کریں۔ (یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات) اس میں ان کی ترقی کا راز مضمر تھا۔ (اینما تولوا فثم وجہ اللہ) لیکن جونہی انہوں نے اس راہ سے منہ موڑا۔ اللہ کی توجہ ان سے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تھوڑی سی کوشش کو بہت بارور کر کے دکھایا۔ کہ وہ بہت بڑے فضلوں کا مالک ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو نہ سمجھا۔ اور قرون اولیٰ کے زمانہ کے بعد وہ اپنے نفسانی امور میں پڑ گئے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جو اصل غرض اسلام تھی۔ اس کو پس پشت ڈال دیا اور انہی باتوں میں پڑ گئے۔ جن میں پہلی امتیں گرفتار تھیں۔ حضرت مسیح بھی آئے اور بدھ جی بھی اور کرشن جی مہاراج بھی لیکن وہ اس نفسانیت قومی اور انفرادی کو اپنی قوموں میں سے نہ نکال سکے۔ نظرت ایک وجود باجود دنیا میں ہوا۔ جس نے مذہب کی غایت یعنی تعلق باللہ کی دوسری کڑی جو جز ولاینفک کی طرح تعلق باللہ کے ساتھ لگی ہوئی اور جس کا نام اخوت بنی نوع یا ہمدردی عامہ ہے اور جس کا اتم اظہار اخوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہ اس پاک وجود کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا۔ اس نے اس اخوت کے جھنڈے تلے مخلوق الہیٰ کو پھر کھڑا کیا اور ثابت کر دیا کہ یہ ان ہونی بات نہیں ہے اور اس کو مواضعات کی عملی صورت دیکر دکھا دیا۔ سیاہ و سفید زرد واحمر کے جھگڑے کو اس نے یکسر مٹا دیا یہ تھا وہ سبق جو وہ دے گیا۔ اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملا۔ اسی سبق کے لئے تمام انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ مگر اس کی اتم شکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوتی۔ یہ اسی سبق کا اثر ہے کہ غیر مسلم دنیا کو مسلم دنیا میں اس اخوت اسلام ہی کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور ایک دنیا اس سے مرعوب ہے مگر مسلمان اس سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ مگر تاہم جھلک راہ میں موجود ہے۔ اور اسی حیثیت سے باقی تمام مذاہب مردہ ہیں۔ اور یہی بڑا ثبوت ان کے اب غیر ضروری ان کے درخت اب خشک ہو چکے ہیں۔ پھل پھول اور پتے اس کے بکھر چکے ہیں۔ اس لئے اب سوائے تندور کی نذر ہونے کے ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ جو درخت پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ مگر مسلمانو! تمہارا درخت بھی آبیاری کا محتاج ہے۔ کوئی درخت بغیر پانی کے نہیں رہ سکتا۔ یہ امید مت رکھیں کہ بغیر پانی کے یہ خود بخود کھڑا رہے گا۔

اشدھی اور ملکانہ کا جھگڑا کبھی پیدا نہ ہوتا۔ اگر مسلمان اپنے فرض کو نہ بھولتے۔ ان کی سلطنتوں کے ساتھ وہ ناگریز واقعات رونما نہ ہوتے اگر وہ اس روح رواں کو جاری رکھتے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ خدا کے گھر میں سب کچھ ہے۔ اور جس طرح پہلوں نے لیا تھا ہم کیوں نے سکتے ہیں۔ مگر ہمارا فرض ہے اس فرض کو ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ اپنے گھر کے اندر اور باہر ہر طرح سے خبرگیری کریں۔ دنیا ہمارا گھر ہے کیونکہ مشرق مغرب سب خدا کا گھر ہے۔ اور مسلمان رب العالمین کے بندے ہیں۔ اس لئے جہاں اندرونی حفاظت کی ضرورت ہے۔ بیرونی حفاظت اور مدافعت کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری حدود ہندوستان سے باہر یورپ اور امریکہ میں ملی ہوئی ہیں۔ اس لئے ان ممالک میں بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے یہاں عیسائیت ناکام ہو چکی ہے۔ اور لوگ مادی ترقی کے باوجود بیاسے بے چین اور غیر مطمئن ہیں۔ اور کوئی مذہب ان کو تسلی نہیں دے سکتا۔ سوائے اسلام کے گو اسلام سے تعصب بہت ہے۔ لیکن اوائل میں ہندوستان میں اس تعصب کی کونسی کمی تھی۔ یا اب ہے۔ مگر باوجود اس کے اب ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان میں موجود ہے۔ ہندوستان کا تعصب تو ان کے تعصب سے بہت بڑھا ہوا تھا۔ کسی سیاح تک کو ملک کے اندر داخلہ ملنا دشوار تھا۔ بھیس بدل بدل کر البیرونی اور سعدی رحم وغیرہ آئے۔ موخر الذکر کو تو بت کے ہاتھ بھی چومنے پڑے۔ گو ساتھ لعنت بھی سنا دی چنانچہ فرماتے ہیں۔ ع

یکے بوسہ دادم بدست بتک
کہ لعنت بر و باد و بر بت پرست

وہ مشکلات یہاں نہیں ہیں۔ ہیں اور ہونی چاہئیں بھی آخر اسی نسل کے لوگ ہیں۔ جس سے ہندو ہیں۔ ایک ہی تھیلی کے باشے ہیں۔ اگرچہ ہندوؤں جیسے تنگ دل اور تنگ ظرف نہیں۔ یہ لوگ اور کوئی مذہب قبول نہیں کر سکتے۔ سوائے اسلام کے زیادہ سے زیادہ دوسرے مذاہب کے ساتھ مشغلے کے طور پر ہمدردی ظاہر کر دیں۔ مگر یہاں مذہب نہ یہ مذہب ہیں۔ اور نہ ہی یہ موجودہ ضروریات کو پورا کر سکتے

ہیں۔ اور نہ موجودہ مشکلات سے رہائی دے سکتے ہیں۔ ان کو عملی مذاہب چاہیئے۔ کیونکہ یہ عملی لوگ ہیں۔ اور وہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے۔ اس لئے مسلمان اس طرف توجہ کریں۔

اس وقت ایک اور بڑی ضرورت بھی ہے۔ کہ پادریوں نے اسلام کے خلاف جو غلط فہمی پھیلائی ہوئی ہے۔ وہ صرف اس ذریعہ سے دور ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس ملک میں حبشی نسل کے لوگ ایک خاص تعداد میں آباد ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ تک ان کی آبادی ریاست ہائے متحدہ (امریکہ) میں صرف ہیں۔ ان لوگوں کی اولاد میں سے جن کو پہلے پہل افریقہ سے بطور غلام کے یہاں لایا گیا۔ اور ان کے لئے بڑی بڑی سختیاں روا رکھی گئیں۔ اور بعض جگہ اب بھی ہیں۔ ان لوگوں کا بہت بڑا حصہ عیسائیت سے متنفر ہو چکا ہے۔ جو بدسلوکی ان کے ساتھ روا رکھی گئی ہے۔ اس نے ان کو عیسائیت سے حد درجہ کی نفرت پیدا کر دی ہے۔ بائبل کو وہ گورے آدمی کی کتاب (کہتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ محض ان کو غلامی سکھانے کے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے۔ بعض تو اس قدر دور نکل گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو یہودی بتلانا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ اور کوئی مذہب ان کو یہاں نظر نہیں آتا۔ اور یہودی غیروں کو لیتے نہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ زور زور سے یہودی بن بیٹھے۔ بالکل ان کو خبر نہیں کہ یہودیت کیا ہے۔ جس طرح کوئی جلتے ہوئے مکان سے کوئیں میں کود پڑے۔ تاکہ مکان سے کسی طرح نکل جائے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ بعض میں اور وہ بہت [illegible] ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر جائیں کہاں اور کوئی سنبھالنے والا نہیں۔ عیسائیت کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑے لوگ ہیں جو ان میں اب عیسائی رہ گئے ہیں۔ مگر ہمارے لئے جو ان لوگوں کی طرف کھینچنے والی بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں بعض کے آباؤ اجداد مسلمان تھے۔ غلامی کے ایام میں یہاں لا کر ان کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے مسلمان غیر ممالک سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور جاپان کا جوان اور یونسٹ ہو تو اور رشیاں کا روس بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ فوری توجہ کی جائے۔ ایک قوم کی قوم تیار ہے۔ اور یہ قوم اب بڑھ رہی ہے۔ ان کے خیالات نے ایک عجیب پلٹا کھایا ہوا ہے۔ ایسے ایسے موقعے ہر وقت نہیں ملا کرتے۔ اور قومیں ہر وقت اس جوش و خروش کی حالت میں نہیں ہوتیں۔ آخر ایک دن یہ جوش مدہم پڑ جائیگا۔ اور پھر جمود کی حالت وارد ہو جائیگی۔ اس وقت یہ امر اب کال ہو جائیگا۔ اس وقت تو ہاگرم ہے۔ اس کو جس شکل میں چاہو تبدیل کر دو لیکن اگر ٹھنڈا پڑ گیا تو پھر کوٹنے سے پہلے اس کو از سرنو گرم کرنا پڑیگا۔ اور نہ ہی ہر وقت اس کو اہرن پر کوٹا جا سکیگا اس کا کس کس کے ذمہ ہوگا۔ خود سمجھ لیں۔ عملی صورت اس کی یہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی انجمنیں ایک ایک طالب علم یہاں تعلیم کیلئے بھیجیں۔ وہ طالب علم گریجوایٹ ہوں۔ دین سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اسلام اور عیسائیت سے واقف ہوں۔ یا کر دیئے جائیں۔ موٹی موٹی باتیں مختلف شہروں میں وہ اقامت پذیر ہو جائیں۔ ہفتہ میں ایک روز تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ دو مرکز ہیں۔ جن کے ذمہ خط و کتابت سوال و جواب اور لٹریچر کا مہیا کرنا ہو۔ یہ واقف کار ہونے چاہئیں اور ان کے دفتر ہونے چاہئیں۔ چالیس یا پچاس مبلغ عام ہوں اور دو خاص۔ میدان بڑا وسیع ہے۔ اپنے اندرونی اختلافات کو یہاں نہ لائیں۔ شیعہ ہوں یا سنی سب آئیں۔ پالیٹکس میں نہ حصہ لیں۔ وہ فی الحال دوسروں کے ہاتھ رہنے دیں۔ جو کر رہے ہیں۔ ان کا کام اعلیٰ و ارفع ہے۔ خرچ ان کو انڈیا سے تھوڑا بہت ماہوار ضرور آتے رہنا چاہیئے۔ اگرچہ یہاں سینکڑوں طالب علم خود روزی کما کر پڑھتے ہیں لیکن صرف اطمینان پر ان کو یہاں نہیں بھیجنا چاہیئے۔ ان کو ملک میں گھسنے نہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر ایسی حالت کبھی پیدا ہو جائے۔ تو پھر وہ خود اپنی فکر کریں گے۔ مگر ان کے داخلہ کے لئے کسی صاحب حیثیت کی ضمانت کی ضرورت ہے۔ اور انجمنوں سے بڑھ کر اور کونسی بات ہو سکتی ہے۔ میں احمدی مبلغ کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ احمدی ہوں اور احمدیت کی اشاعت کو اپنا دین و ایمان اور نجات و سرخروئی کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ مسلمانو آؤ خدا کو کسی طرح راضی کر لو۔ وہ یار ایسے ناراض ہوا ہوا ہے۔ یہی صورت ہے اور بس جس سے وہ راضی ہو سکتا ہے۔ بالآخر میں اپنی چٹھی کو اس رپورٹ پر ختم کرتا ہوں کہ مجھے اس ملک میں آئے تھوڑا سا عرصہ ہوا ہے۔ لیکن تھوڑے سے عرصہ میں حضرت مفتی صاحب کے اس ملک سے تشریف لیجانے کے بعد اڑھائی سو سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے فرض کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے۔ اور عاقبت بالخیر کر دے۔ والسلام

(خاکسار محمد الدین بی۔ اے احمدی مشنری ۴۴۴۸ ۳ واباش ریونیو شکاگو امریکہ)

بزمِ احمدؑ کی ایک اور شمع بجھ گئی

یکم فروری ۱۹۲۴ء کو نماز جمعہ کی اذان کیساتھ حضرت سید فضل شاہ صاحب مہاجر اس عالم فانی کو چھوڑ کر دار البقا کو چل دیئے۔ اور اس طرح پر حضرت احمدؑ کی بزم اقدس کی ایک اور شمع بجھ گئی انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت سید فضل شاہ کا جنازہ بعد نماز عصر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک کثیر جماعت کیساتھ باغ میں پڑھا اور قبل مغرب مقبرہ بہشتی کے اس قطعہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک سے جنوب مغرب پہلا قطعہ ہے۔ دفن کر دیا۔ آپ قبرستان [illegible] آخر وقت تک رہے۔ اور دفن کر کے لمبی دعا کر کے [illegible]

سید فضل شاہ صاحب ان بزرگوں میں سے ایک تھے جو حضرت مسیح موعود کے فداکار عشاق ہیں۔ حضرت کی خدمت میں عرصہ دراز سے آکر بیٹھے تھے۔ اور مر کر ہی اس دروازہ سے اٹھے۔ اور پھر اس کے قدموں ہی میں جا بسیرا کیا۔ کچھ شک نہیں کہ دنیا کے مال و دولت سے ان کو کوئی حصہ نہ ملا تھا مگر دولت دین سے پورے بہرہ مند تھے۔ ان کے اخلاص و محبت کا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا ذکر کیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ بعض ان ساعات میں جبکہ خدا کا کلام حضرت مسیح موعود پر اتر رہا تھا۔ تو یہ موجود تھے۔ اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کسی دوسرے وقت انشاءاللہ کیا جائیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت صحابہ یکے بعد دیگرے کم ہو رہی ہے۔ اور ایک وقت آئیگا کہ لوگ اس پاک گروہ کے کسی فرد کو تلاش کریں گے اور نہیں ملیگا۔ کیا ہی مبارک تھا وہ آقا اور کیسے مبارک تھے وہ خادم جو بلاواسطہ اس کے منہ سے خدا کا کلام [illegible] اور پھر کیسے ہی مبارک ہیں وہ لوگ جنکو اس دنیا [illegible] کے بعد اپنے محبوب آقا کے قدموں میں جگہ مل جائے اور یہ آخری مراد ہے جو پوری ہو گئی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے مرض الموت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن ہونے کی اجازت چاہی۔ اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو وہ جگہ دیدی تو کس مسرت اور جوش سے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے کوئی غم نہیں رہا۔ حقیقت میں تقاضائے محبت اور انتہائے وفا یہی ہے۔

غرض حضرت سید فضل شاہ صاحب زندگی میں بھی آپ کے قدموں میں رہے۔ اور مرنے کے بعد بھی خدا تعالےٰ نے آپ کے جوار میں جگہ دی۔

سید صاحب کی وفات اس لحاظ سے کہ ہمارا ایک پیارا بھائی ہم سے جدا ہو گیا موجب رنج ہے لیکن اس لحاظ سے کہ وہ کامیاب ہو گیا باعث خوشی ہے اللہ تعالےٰ یہ مقام سب کو نصیب کرے۔ شاہ صاحب کے برادر عزیز سید ناصر شاہ صاحب اور شاہ صاحب کے صاحبزادہ اور خاندان کے ساتھ اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رضا کے اعلیٰ مقام پر اٹھائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ اور آپ ان کے لئے ہر قسم کی تسلی اور اطمینان کی صورتیں پیدا کرے۔ خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو اس پیارے دوست کے حالات زندگی الحکم میں شائع کئے جائیں گے ۔

جمعیتہ العلماء ہند کا سالانہ اجلاس پشاور

نمبر ۳

گذشتہ نمبر میں میں نے بتایا ہے کہ جمعیتہ کے اجلاس میں کوئی ایسی تجویز نہ پیش ہوئی نہ پاس ہوئی جس سے اشاعت اسلام یا حفاظت اسلام کے ضروری اور اہم کام کے متعلق عملی قدم اٹھایا جاتا۔ بلکہ جمعیتہ کا جو یہی کام نظر آتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ بعض سیاسی امور میں کچھ تجاویز کانگرس کے نقش قدم پر چل کر پاس کر دے۔

اس دوسری تجویز میں سوراجیہ۔ میثاق ملی۔ اور قومی معاہدہ کو ایک سب کمیٹی کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ عام مسلمانوں کو میثاق ملیہ اور قومی معاہدے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالکر کچھ بتایا نہیں گیا۔ اور نہ یہ فیصلہ ہوا کہ اس قسم کے معاہدات اسلام کے حق میں کسی حد تک مفید اور مؤثر ہیں۔ اسلام خود سب سے صلح کا عہد باندھتا ہے۔ اور وہ دنیا میں امن اور سلامتی کا دین ہے۔ ایک مسلمان حقیقی مسلمان ہونے کی صورت میں خود ایک

معاہدات امن

کا پابند اور اس طرح پر گویا دنیا کے امن کا ذمہ دار اور کفیل ہوتا ہے۔ اس قسم کے معاہدات کے ہم خلاف نہیں۔ لیکن یہ معاہدات مختلف قسم کے تنازعات کا موجب بھی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب معاہدات کی تصریحات پر بحث ہوگی تو ہر فریق کو حق ہوگا کہ وہ اپنے حقوق پر جہاں موثر اور مخالف پائے۔ اسکو صاف کرے۔ چنانچہ میثاق ملی اور قومی معاہدہ کی تصریحات نے دونوں قوموں کے درمیان ایک نئی خلیج پیدا کر دی ہے۔ میری غرض اس وقت نہ تو میثاق ملی پر بحث کرنے کی ہے۔ اور نہ قومی معاہدہ پر البتہ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میثاق ملی کیا ہے۔ اور قومی معاہدہ کیا ہے۔

دہلی کے گذشتہ اجلاس خصوصی کانگرس میں ایک سب کمیٹی میثاق ملی کے لئے تجویز ہوئی تھی۔ اور ڈاکٹر انصاری اور لالہ لاجپت رائے نے بعض دوسرے کانگرسی لیڈروں کی موجودگی میں سولن پہاڑ پر ایک معاہدہ قومی تجویز کیا تھا۔ یہ میثاق ابھی تک پبلک میں نہ آیا تھا کہ بنگال میں سی۔ آر داس کی پارٹی نے ایک معاہدہ بنگال تجویز کیا۔ اسی آخر الذکر معاہدہ میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کو انصاف و دیانت کے ساتھ مد نظر رکھا گیا تھا اس کی اشاعت کا ہونا تھا۔ کہ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اور ہندو پریس نے مخالفت کا شور بلند کیا اور اس طرح پر ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت کا راز طشت از بام ہو گیا۔ آخر کوکناڈا کانگریس میں یہ راز درمیان نفرت میں صرف کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاہدہ بنگال منسوخ ایک مسودہ قرار دیا گیا۔ اور پھر ایک سب کمیٹی معاہدہ قومی کے لئے تجویز ہوئی۔ اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہوگا۔ وہ سپرد کیا جائیگا۔ ایسی سب کمیٹیاں بنا کرتی ہیں۔ اور ایک یا دوسرے مشکلات کی وجہ سے رہ جایا کرتی ہیں چنانچہ دہلی کا سپیشل اجلاس میں میدان ارتداد کے طریق عمل کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے ممبروں میں ہمارے مکرم مخدوم خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب بھی تھے۔ وہ بیچارے خطوط ہی لکھتے رہے۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں آغاز کار تھا انہوں نے اس کمیٹی کا اجلاس ہی نہ ہونے دیا۔

غرض جمعیتہ نے بھی کانگریس کی تقلید کر کے اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی ہی تجویز کی۔ مگر اصلی مرض کا تو علاج نہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس امر کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اس قسم کے معاہدات کریں جو ان کے جوش مذہبی اور حمیت ملی کو سرد کر دیں۔ اگر اس معاہدہ کی ضرورت قیام امن کی خاطر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ حقیقی مسلمان سے بڑھ کر امن کا کون حامی اور موید ہو سکتا ہے۔ پھر جمعیتہ کا کیا یہی کام تھا۔

جمعیتہ کی غرض محض ایک نمائش ہے۔ اور وہ اسی قسم کی تجاویز سے عام مسلمانوں کے دل بہلاوے کا سامان پیدا کرتی رہتی ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ جمعیتہ بہت کچھ کر رہی ہے۔ اور وہ اس غرض کے لئے روپیہ دیتے رہیں مگر ہم کو مناسب ہے کہ جمعیتہ العلماء کو تجاویز کی عینک سے نہ دیکھیں۔ بلکہ اس کے کام کے نتائج سے اس کی دیکھ بھال کریں۔ اس حیثیت اور پہلو سے جب جمعیتہ کا ایکشن کیا جائے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔

میں نے کسی پہلی اشاعت میں بتایا تھا کہ مثلاً ہجرت کا فتوےٰ تو دیدیا گیا اور تھوڑے دنوں کے لئے ایک دفتر مہاجرین قائم کیا گیا۔ اور غریب مسلمانوں کے اموال اور جائداد کوڑیوں کے مول ہندوؤں کے ہاتھ بکوا دیا۔ اور ان کو گھر سے بے گھر کر کے آوارہ کیا۔ وہ راستہ کی صعوبات اور تکالیف برداشت کر کے کابل کی طرف گئے۔ مگر جس شومی قسمت کو لیکر یہاں سے نکلے تھے۔ اس سے زیادہ بدنصیب اور مصیبت زدہ ہو کر واپس آئے۔ اور

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کے مصداق ہو کر ان علماء کو گالیاں دیتے ہوئے واپس ہوئے۔ خود ان علماء میں سے کسی نے اس فتوے پر عمل نہ کیا۔ اور غریب مسلمانوں کا کچھ مال و زر تو چندوں میں لے لیا اور باقی کو اس طرح پر برباد کر دیا۔ اور اب کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ کہ ہم نے کیا کیا تھا۔

حصول زر کے لئے ہمیشہ نئی تجویز اور سکیم سوچی جاتی ہے۔ مجھکو آگرہ کا وہ جلسہ کبھی نہیں بھولیگا جو مرادانجمن تبلیغ اسلام کے قیام کے لئے سر رحیم بخش بالقابہ اور دوسرے مسلمانوں کی تحریک پر امپیریل ہوٹل میں ہوا تھا۔ وہاں جمعیتہ کا سارا زور اسی امر پر تھا کہ اس انجمن کے بنانے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ مختلف تدبیروں سے یہ چاہتی تھی کہ اس انجمن کے قیام کا اعلان نہ ہو۔ لیکن جب انجمن قائم ہوگئی تو اس کی مخالفت کے لئے جو کچھ اخبارات میں جمعیتہ کی طرف سے ظہور میں آیا وہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو پبلک نہ جانتی ہو۔

ہماری مخالفت کے لئے تو کہدیا جاتا ہے اور بہانہ بنا دیا جاتا ہے کہ احمدیت اور غیر احمدیت کا سوال ہے۔ مگر انجمن تبلیغ اسلام کی مخالفت کیوں کی گئی تھی؟ محض اس لئے کہ اگر وہ انجمن کام کرنے لگی تو چونکہ اس میں کام کرنے والے لوگ اپنی وجاہت اور رسوخ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ عوام روپیہ زیادہ ادھر دیں گے۔ اس لئے مختلف طریقوں سے اس کی مخالفت ہوتی رہی۔ اور عجیب و غریب تار اخبارات میں چھپتے رہے۔ اور اب تک بھی اثر ثابت باقی ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کا فہیم اور تعلیم یافتہ طبقہ کیا سمجھ نہیں سکتا۔ کہ جمعیت علماء کیا کام کر رہی ہے۔ وہ اس امر کی پرواہ نہیں کرتی کہ اس کے کام کا کیا نتیجہ ہو۔ کسی طرح سے روپیہ ملنا چاہیئے۔ غرض واقعات کی روشنی میں یہ نمایاں ہے کہ جمعیتہ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے لئے کسی صورت میں کوئی مفید اور بابرکت نہ تھا۔ سیاسی طور پر اس لئے کہ جب کہ مسلمان کانگرس میں شریک ہیں۔ جبکہ خلافت کمیٹی اپنا ایک الگ نظام رکھتی ہے۔ اور وہ ہندوستان اور بیرون ہند کے سیاسی اسلامی مسائل کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ تو ان ملاؤں کی آواز بے معنی کیا وقعت اور کیا حیثیت رکھے گی۔ پھر اس کے قیام اور بقا کے لئے کثیر التعداد روپیہ ضائع کرنا محض اسراف اور غریب مسلمانوں کے اموال کو ضائع کرنا ہے۔ بہت زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا۔ کہ یہ حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ اور مسلمان اس کو سمجھ جائیں گے۔

مسلمانوں کی بیماری کچھ اور ہے اور اس کے لئے علاج جو تجویز کیا جاتا ہے وہ اس کو ہلاک کرنے کا مترادف ہے۔ مصیبت عظمیٰ یہ ہے کہ اسلام پہ حملے ہو رہے ہیں اور ہم ہیں کہ یہ فکر کر رہے ہیں کہ ان حملوں کی تو کوئی تدبیر نہ کی جائے۔ اور صرف کاغذ پر چند تجاویز کے پاس کر دینے سے اس کا ازالہ کیا جاوے۔ اگر صورت حال یہی ہوتی تب بھی کچھ کم خطرہ نہ تھا۔ لیکن اب اس نے جو عملی کام شروع کیا ہے وہ یہ ہے کہ دشمنان اسلام کی مخالفت میں اپنی تمام کوششوں کو لگا دینا ضروری سمجھا ہے۔ مسلمانوں سے اس روپیہ کو جو ان سے اشاعت و خدمت اسلام کے نام سے

لیا جاتا ہے۔ ان کی دشمنی اور مخالفت کے کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔

ہماری جماعت اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے دشمنوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اپنا روپیہ اور وقت اس کام کے لئے دے رہی ہے۔ اور دشمنوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں خدا کے فضل و کرم سے عاجز اور درماندہ ہیں اب اس جماعت علماء کو یہ ہرگز پسند نہیں آتا۔ اسلام بچے یا جائے مسلمان ہندو بنیں یا تباہ ہوں مگر اسلام کی حفاظت و اشاعت کا کام کرنے والی جماعت کی مخالفت ضرور ہے اگر ان کو اسلام سے محبت ہوتی اور مسلمانوں کے ارتداد کا کچھ بھی صدمہ اور فکر ہوتا تو کیا وہ اس طرح پر ہماری جماعت کی مخالفت کرتے؟ ہرگز نہیں اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہے۔

کہ ان کا بازار سرد ہوتا ہے

ان کو اپنا نفس مقدم ہے اسلام مقدم نہیں۔ ان علماء میں سے بتائیں کہ انہیں کتنے ہیں جو اپنے دست و بازو کی کمائی ہوئی دولت کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں جب اس کی پڑتال ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہی تو ان کی دوکان اور تجارت کی منڈی ہے۔ اور اس ذریعہ سے تو وہ روٹی کما کھاتے ہیں۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان میں

۲۰ جنوری ۱۹۲۸ء کو قبل دوپہر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر معہ میم صاحبہ قادیان تشریف لائے آپ کا مقام تو سہری گوبند پور تھا۔ لیکن آپ نے راستہ میں قادیان کا دیکھنا بھی ضروری سمجھا۔ احمدی جماعت نے اپنے معزز مہمان کا نہایت احترام اور اکرام سے استقبال کیا۔ اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اکرام ضیف کی تاکید فرمائی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت ہے

صاحب بہادر ہر ایک شخص سے نہایت اخلاق اور محبت سے پیش آتے تھے۔ اور وہ ہمارے درمیان باوجود ہمارے ضلع کے ذمہ دار حاکم ہونے کے ایک شریف دوست کی طرح پھر رہے تھے۔ اس مختصر سے قیام میں جو دو گھنٹہ کے قریب تھا۔ آپ نے نور ہسپتال مدرسہ تعلیم الاسلام کو پھر کر دیکھا۔ اور ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کا ملاحظہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بھی ملاقات کی۔

بٹالہ والی سڑک قادیان میں تار گھر اور رسال ٹون ایکٹ کے متعلق مختصر گفتگو بھی ہوئی۔ ہمیں یقین ہے کہ صاحب ممدوح نے ان ضروریات کا پورا احساس کر لیا ہے اور جہانتک ان کے امکان اور اختیار میں ہے وہ قادیان کی پبلک کو پوری مدد دیں گے۔

حقیقت میں حکام ضلع کا اپنے ضلع میں رعایا کے ساتھ تعلقات کا بڑھانا اور ان سے اپنے دوستوں کی طرح ملنا انتظامی امور کو کامیاب بنانے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ صاحب ممدوح نے دوسرے موقعہ پر قادیان میں پھر آنے کا بھی خیال ظاہر فرمایا ہے۔ جو امید ہے بہت مفید ہوگا۔ صاحب ممدوح کی آمد پر جنرل سکرٹری صدر انجمن نے ایک مختصر سا ایڈریس بھی پیش کیا۔ جس کو ہم اگلی اشاعت میں چھاپ دینگے۔

نئی کتابیں

ہندو دھرم کی حقیقت

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کسی نہ کسی مفید تالیف میں لگے رہتے ہیں اور تبلیغ سلسلہ کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے۔ حال میں انہوں نے مندرجہ حاشیہ کتاب ۱۹۰ صفحوں پر شائع کی ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ ہندو دھرم کی حقیقت کو ہندو دگر نتھوں سے ہی سلیس عبارتوں میں ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا بلا تکان دلچسپی سے اسے پڑھتا جاتا ہے۔ اور ہندو دھرم کی کمزوری اور غلطیوں سے واقف ہوتا جاتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت ایسے وقت میں جبکہ فتنہ ارتداد کا بازار ہندو سنگٹھن کی سرپرستی میں گرم کیا گیا ہے۔ نہایت ضروری ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس قسم کی کتابیں جو معقولیت اور متانت سے لکھی جاتیں کم اشاعت پاتی ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ اس قسم کے لٹریچر کو پھیلایا جائے۔ اور خوب شائع کیا جاوے۔ قیمت عمر فی جلد ہے۔ نور بکڈپو سے ملے گی۔ اگر میری آواز سنی جاوے تو میں احمدی انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

ہماری نماز

ناظر صاحب تعلیم و تربیت نے اس نام سے ایک نہایت خوب صورت رسالہ چھپوا کر شائع کیا ہے۔ جس میں نماز کا ترجمہ اور مطالب و مقاصد نماز کو بہت ہی پیارے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے نظارت تربیت نے یہ رسالہ سال گذشتہ کی مجلس مشاورت کی ایک تجویز کی تعمیل میں لکھا ہے۔ اور ایسا جامع لکھا ہے۔ کہ اگر ہمارے بچے اور جوان اور بوڑھے اس کو غور سے پڑھ کر یاد کر لیں تو وہ نماز کی حقیقت سے پورا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ مکرمی سید زین العابدین صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و ناظر تعلیم و تربیت کی مصروفیت دفتری کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسی ضروری اور مفید کتاب کا تالیف کرنا حقیقت میں بہت ہی قابل عزت و امتنان ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے اس حصہ کو بھی جو قدرت نے آرام کے لئے بنایا ہے۔ سلسلہ ہی کی خدمت میں قربان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ کتاب ہزاروں ہزار کی تعداد میں شائع ہونی چاہیئے۔ ایک روپیہ کی چار کتابیں دفتر بکڈپو قادیان سے ملیں گی۔ اور یہ قریب قریب لاگت کے ہے۔

میں سمجھتا ہوں اس کتاب کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ احباب جلد منگوالیں۔ ورنہ دوسرا اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

تارپیڈو و مشین گن

یہ ہر دو کتب دیانند ست کھنڈن سبھا کے بانی اور فاروق کے ایڈیٹر مشہور و معروف مناظر میر قاسم علی صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ انیسویں صدی کے مہارشی کے سلسلہ میں یہ دو کتابیں آریہ مت کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے لکھی ہیں۔ تارپیڈو چھوت چھات کی تحریک کے متعلق نہایت ضروری رسالہ ہے۔ اور مشین گن سے دس فائروں کے ذریعہ ویدوں کے ایشور گیان کے دعوے اڑا دئے گئے ہیں۔ مجھکو اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کتابوں کے نام اور مصنف کا نام ہی ان کے پڑھنے کا شوق دلانے کو کافی ہے۔ دونوں کی قیمت چار چار آنے ہے۔ دفتر فاروق قادیان سے منگواؤ۔

فقہ احمدیہ حصہ اول

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کی تعمیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد خلافت میں مخدومی حافظ روشن علی صاحب نے لکھی ہے۔ فقہ احمدیہ کی ضرورت نہایت اہم تھی اور رہیگی۔ یہ کتاب نہایت مقبول ہوئی ہے۔ اور میں اس پر ایسے وقت ریمارک کر رہا ہوں کہ اس وقت میں اس کی شاید ۹۰ کاپیاں باقی ہیں۔ حافظ صاحب نے حسن عمدگی اور سلاست بیان کے ساتھ مسائل کو ترتیب دی ہے وہ ان کا خداداد حصہ ہے قیمت ۱۲ بکڈپو قادیان سے ملیگی۔

THE ALHAKAM

Qadian

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم باتو گر آئی بہ ادر قادیاں بینی ٭ دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

جلد ۲۶ | مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۴ء | نمبر ۵

مکتوبات امام

(۴)

[ایک شخص نے تبلیغ کیلئے امریکہ وغیرہ جانے کی خواہش کی۔ اس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح کا مکتوب (ایڈیٹر)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اخلاص فی التبلیغ کا سبق

آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضور جواب میں فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک اس ملک میں تبلیغ کے بہت سے رستے کھلے ہوئے ہیں۔ میں ایسے ہی شخص کا باہر جانا پسند کرتا ہوں جس کا باہر کے لئے خاص طور پر مفید ہو۔ آپ اپنے ارد گرد کے علاقہ میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے جوش کو پورا کر سکتے ہیں۔ آپ سمندر کے پار جانے کی کیا ضرورت ہے؟ باہر وہی انسان جا سکتا ہے جو کہ خصوصیت کیساتھ علم دین رکھتا ہو۔ اور اس کی طبیعت بیرونی اثرات کے قبول کرنے سے بالکل محفوظ ہو۔ اس کے بغیر باہر جانا جو ہے وہ اپنی طاقتوں کا ضائع کرنا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ میرے نزدیک اس معاملہ میں میری رائے مضبوطی پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ تجربہ کے بعد یہ رائے قائم کی ہے۔

ولایت اور امریکہ جانے کی خواہش جس طرح اور جماعت کے لوگوں میں پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ ان کے نفس اپنے حالات کے متعلق ان کو یہ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ ہم دین کے لئے باہر جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ وہ دنیا کی خاطر جاتے ہیں۔ اور نہ یہ دین کی خاطر وہ بھی ولایت کی خاطر جاتے ہیں یہ بھی ولایت کی خاطر جاتے ہیں۔ میں اس بات کو دیکھکر حیران ہو جاتا ہوں کہ ہماری جماعت کی سینکڑوں، دسیوں تڑپ رہی ہیں کہ ہم امریکہ اور ولایت تبلیغ کیلئے جائیں۔ ایک دو آدمی کے سوائے یہ تڑپ کسی کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ کہ ہم نیپال چلیں۔ ایران اور افغانستان اور تبت میں جاکر تبلیغ کریں۔ اور اگر شیطان دھوکہ نہیں دے رہا۔ اور واقع میں خدا کی خاطر یہ تحریک ان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ تو کیوں یہ خواہش نہیں پیدا ہوتی۔

پس میں اس یقین پر پہنچا ہوا ہوں۔ کہ امریکہ اور ولایت جانے کی خواہش محض نفسانیت اور شیطانی خیال ہے۔ اور میں نے جہاں تک سمجھا ہے۔ ایسی خواہش کے ظاہر کرنے والے یا تو خود دھوکہ دینے والے یا اپنے نفس کو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں۔ خدا کی ایسی مخلوق جو انگلستان اور امریکہ کے نسبت جلدی حق کو قبول کرنے کو تیار ہے۔ ہندوستان میں کثرت سے موجود ہے۔ ہندوستان کے کونوں کھدروں میں موجود ہے۔ اگر خدا کی خوشنودی مد نظر ہے۔ تو لوگ جائیں گے۔ اور ان علاقوں میں تبلیغ کریں۔

خاکسار رحیم بخش

(۵)

[اکال گڈھ سے برادرم محمد شریف صاحب سیکرٹری جماعت نے ایک سکھ کے دو سوال لکھ کر بھیجے۔ کہ

۱۔ اللہ تعالےٰ کا کونسا مذہب ہے۔ (۲) اللہ تعالےٰ کی کونسی زبان ہے۔ جواب کے لئے سائل کی خواہش تھی کہ دلائل سے دیا جاوے۔ کتاب کا حوالہ نہ ہو۔ حضرت اقدس نے حسب ذیل جواب لکھوایا۔ (ایڈیٹر)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کا مذہب اور خدا کی زبان کوئی نہیں

آپ کا خط حضرت اقدس کی خدمت میں پہونچا۔ حضور ان ہر دو سوالوں کے جواب میں فرماتے ہیں۔

پہلے سوال کا جواب ایک دوسرے سوال میں آ جاتا ہے۔ کوئی شخص یہ سوال کرے کہ پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے۔

ان ہیں سے کے پاس کیوں نہیں جاتا۔

مذہب کے معنے رستہ کے ہیں۔ یعنی کس طریق سے انسان خدا تک پہونچ سکتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کا یہ مذہب ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اس طریق سے خدا تک پہونچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس جب یہ کہیں کہ خدا کا کیا مذہب ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ خدا کس طرح لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ لغو اور بیہودہ سوال نہیں ہو سکتا۔ خدا خود مرجع ہے۔ مرجع کی طرف دوسری چیزیں آیا کرتی ہیں مرجع نہیں جایا کرتا۔

۲۔ اپنی ذاتی خدا کی کوئی زبان نہیں۔ بندے جس زبان میں بات کریں۔ وہی خدائی زبان ہوتی ہے۔ اگر بندے پنجابی جانتے ہیں تو خدا کی زبان پنجابی ہے۔ اگر اردو تو اردو۔ اور اگر عربی بولتے ہیں۔ تو اس کی زبان عربی ہے۔ جس زبان میں بندے خدا سے کلام کرتے ہیں اس کی وہی زبان ہے۔ زبان دو کے لئے ہوا کرتی ہے۔ خدا ایک ہے۔ ایک ہی وجود کے لئے کسی زبان کی ضرورت نہیں

خاکسار رحیم بخش ۲۷ ؁

(۶)

ایک شخص کے چند سوالوں کا جواب

جو حضرت نے لکھوایا۔ ہم نے عام فہم کرنے کیلئے سوال اور جواب کی صورت دیدیا ہے۔ (ایڈیٹر)

سوال ۱۔ کیا وہ شخص جو وفات پا گیا ہے۔ کسی کی دعا سے درجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور نجات پا سکتا ہے۔

جواب۔ دعاؤں سے فائدہ ہوتا ہے۔ باقی نجات تو بڑا مرحلہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ درجات کی ترقی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعاؤں کو قبول کر کے گناہوں سے چشم پوشی بھی کرتا ہے۔ لیکن یہ مرحلہ کہ کوئی شخص حقیقی طور پر جہنم کا حقدار ہو۔ اور دعاؤں سے نجات پا جائے بہت بڑا کام ہے۔ اس کے لئے خاص ہی دعا ہوگی۔ اصل دار العمل تو دنیا ہے۔

سوال ۲:۔ کیا غیر احمدی کی وفات کے بعد دعا کرنا جائز ہے

جواب ۲۔ جنازہ تو اس کا بالکل ناجائز ہے۔ دعا مشکوک امر ہے۔ میں اس کے متعلق قطعی رائے کوئی نہیں دے سکتا۔

سوال ۳۔ کیا رشتہ دار مرنے کے بعد مل کر رہتے ہیں۔ یا کہ قیامت کو ملاقات کریں گے۔

جواب۔ مرنے کے بعد اتصال اس قسم کا پیدا ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ کہ جیسے ایک مقام پر اور جیسے ایک جگہ کے رہنے والوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے۔ اس طرح مرنے کے بعد بھی لوگوں کی آپس میں ملاقات ہوگی۔ حقیقی وصل وہ ہے۔ جس میں کوئی بعد نہیں ہو سکتا۔ وہ قیامت کے بعد ہی ہے۔

سوال:۔ کیا روح دنیا پر آتے ہیں۔

جواب۔ روح باجازت آتے ہیں۔ ہاں انسان کے سفر کی طرح نہیں۔ آنے سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کو دنیا کے بعض حصوں یا بعض اشخاص سے ربط دیا جاتا ہے۔ اپنے مقام کو چھوڑنے کی وجہ اور ضرورت نہیں۔ مقام اجسام کیساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ روح کا صرف اتنا ہی تعلق ہے کہ اس کی نظر کتنی وسیع ہو۔ اور کتنے فاصلہ پر ربط پیدا کر سکے۔ پس انہی طاقتوں کیساتھ وہ اپنا کام کر کے اپنی اصل جگہ پر آ جاتی ہے۔

سوال ۵۔ کیا اس کو اللہ تعالیٰ علم دیتا ہے۔ کہ فلاں شخص تمہارے لئے دعا کر رہا ہے۔

جواب۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء پر بات ہے۔ اگر چاہے۔ تو علم دیدے۔ یہ ضروری نہیں کہ علم دیا جائے۔ نہ یہ کہ یہ فعل کس کا ہے۔ جس رنگ کی دعا اور جس اخلاص سے کی جائے یا مرنے والا جس کی دلداری اللہ کو منظور ہو۔ اس کے مطابق علم دیدیا جاتا ہے۔

سوال ۶۔ کیا وہ زندوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو علم ہو۔ کہ فلاں شخص میرے لئے دعا کر رہا ہے۔

جواب۔ ہاں دعائیں کرتے ہیں۔ بغیر علم کے بھی دعائیں کرتے ہیں۔

سوال ۷۔ کیا ایک مردے کو خیرات فائدہ پہنچا سکتی ہے۔

جواب۔ ہاں مردہ کو خیرات سے فائدہ پہونچتا ہے۔

سوال ۸۔ اور تیسرا سوال ایک ہی ہیں۔

سوال ۹۔ کیا اللہ تعالیٰ پیدائش کے وقت ہر شخص کو یکساں استعداد عطا کرتا ہے۔

جواب۔ استعدادیں جسمانی والدین اور حالات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ استعدادیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک استعداد اس قسم کی ہے جو سب کے اندر یکساں ہوتی ہے۔ جس کو قوت ارادی کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا اپنے اعمال پر مقدرت رکھنا۔ قوت ارادی سے میری مراد وہ ہے۔ جس کو دل یا در کہتے ہیں۔ اس میں فرق ہوتا ہے۔ اور ایک استعداد اس قسم کی ہوتی ہے۔ جو عمل کی زیادتی اور کمی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ یہ استعدادیں ہر شخص میں الگ الگ طور پر پائی جاتی ہیں۔ کسی میں زیادہ اور کسی میں کم۔ تمام عالم کا کارخانہ اسی اختلاف کے اوپر چل رہا ہے۔ اور انسان کو اپنے اعمال پر جو مقدرت حاصل ہے وہ بھی اسی اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اگر طاقتوں کا اختلاف نہ ہوتا۔ تو انسان مجبور ہوتا۔ اور اس وجہ سے کسی سزا جزا کا مستحق نہ ہوتا۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ جن کو زیادہ استعدادیں ملتی ہیں ان کو اجر زیادہ ملیگا۔ اور جن کو کم استعدادیں ملی ہیں تو ان کی جزا کم کیوں کی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بدلہ دیتے وقت اس کا موازنہ رکھیگا۔ کہ کس شخص کے اعمال میں اس استعداد کا دخل ہے۔ جس کے پیدا کرنے میں اس کا کوئی دخل نہیں تھا۔ اور کس حد تک انسان کے اعمال میں اس مقدرت کا دخل ہے جو خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں میں مساوی پیدا کر دی ہے۔ سوائے مجنوں کے۔ جس کو سزا اور جزا سے بالکل الگ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ظلم نہیں ہے۔ اور کسی کے ساتھ رعایت نہیں ہے۔

خاکسار رحیم بخش

(خط پر تاریخ نہیں۔ غالباً دسمبر ۱۹۲۳ء کے پہلے عشرہ کا خط ہے۔)

---

(۷)

تعبیر خواب

ایک دوست نے اپنا ایک خواب احمدیہ ہوسٹل لاہور سے لکھا۔ حضرت اقدس نے اس کے جواب میں لکھوایا۔ (ایڈیٹر)

مکرمی! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

آپ کا کارڈ پہونچا۔ حضرت صاحب آپ کے خواب کی تعبیر یہ فرماتے ہیں۔

کہ واقعات کا اظہار ہے۔ جب کوئی قوم ترقی کرتی ہے۔ تو ایسا ہوتا ہے۔ جس کی زمین پر قبضہ کیا جاوے وہ لڑتا ہے۔ تو جس کے آدمیوں پر قبضہ کیا جائے وہ کیوں نہ لڑیگا۔ جب تک تبلیغی قومیں ایک بیج کی شکل میں ہوتی ہیں۔ تب تک دوسری قومیں ان کو دیکھ کر ہنستی ہیں اور سمجھتی ہیں یہ پاگل ہیں۔ اور جب وہ بیج نشو ونما پانے لگتا ہے۔ تو ان کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور وہ دیوانہ وار کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی حال ہماری جماعت کا ہوگا۔ اب تک ہماری [illegible] کی کوشش اور اس کے نتائج کو دیکھ کر لوگ ہنستے تھے۔ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ زیادہ وضاحت کے ساتھ اور نمایاں طور پر ظاہر ہوں گے۔ اور اس کے نتائج میں مختلف قوموں اور مختلف مذہبوں کے لوگوں کی دشمنیاں اور عداوتیں بھڑک اٹھیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آخری عمر میں کثرت سے بتایا تھا۔ کہ ابتلا پر ابتلا آئیں گے۔ اور تباہی پر تباہی آئیگی۔ اور قریب ہے کہ بہت سے لوگ ان خطروں اور مصیبتوں کو دیکھ کر گھبرا جائیں۔ اور ثابت قدم نہ رہ سکیں۔ مگر مبارک ہوں گے وہ لوگ جو آخر وقت تک ثابت قدم رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے انعاموں کے وارث ہوں گے۔ یہ الہام ان ہی ترقیوں کے زمانہ کے متعلق تھے۔ ورنہ حضرت صاحب کے زمانہ کی مخالفتیں سرد ہو چکی ہیں۔

وَالسَّلَام

رحیم بخش ۲۲ جنوری ۱۹۲۴ء

شذرات

شام کے جدید نبی کی حقیقت

پچھلے دنوں اخبارات میں شائع ہوا تھا۔ کہ شام میں ایک شخص نے ادعائے نبوت کیا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ حکومت نے اس کو اور اس کے تین پیروؤں کو گرفتار کیا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ نہایت سادہ لوح اور بے وقوف ہے۔ اور بعض مشائخ نے اس کو روپیہ پیدا کرنے کی مشین بنا کر نبی مشہور کیا اور دو ہزار ریال مجیدی اس کے ذریعہ مشائخ نے پیدا بھی کیا ہے دیوبند کے علماء کو مبارک ہو کہ شام کے اسلام فروش مشائخ ایک نبی پیدا کر رہے ہیں۔

مسیحیت کے خلاف ماسکو میں تھیٹر

بالشویک حکومت نے ماسکو میں ایک تھیٹر قائم کیا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے۔ کہ آرتھوڈکس گرجوں کے خلاف تماشے دکھائے جائیں اور عام مسیحیت کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاوے۔ یہ عیسائی مذہب کی موت کے اسباب میں سے ایک زبردست سبب ہے کہ خود گھر میں اس کی مخالفت شروع ہے۔ ادھر انگلستان اور امریکہ میں عقاید عیسویت سے بیزاری اور نفرت بھی روز افزوں جاری ہے۔ یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتوحات کا نتیجہ ہے۔ کہ دجال اندر ہی اندر پگھل جائیگا

روس میں مسلمانوں کی اصلاحی مجلس

روس کے علما کا ایک عام جلسہ ہوا جس میں ترکستان آذربائیجان یوکرائن اور قریب قریب کے تمام علماء شریک ہوئے۔ (۱) مسلمانوں کی اصلاح (۲) ترکستان و علاقہ قفقاز میں تحفظ مذہب (۳) مسلمانان قفقاز کے لئے مفتی کا انتظام (۴) مسلمانوں میں باہمی اتحاد اور اسلامی ممالک سے تعلقات مضبوط کرنے کے مسایل پر بحث و مباحثہ اور غور و خوض کیا گیا۔

یہ تحریک مبارک ہے۔ اور اسی سے مسلمانان روس میں ایک بیداری پیدا ہو کر حقیقی اسلام کی طرف توجہ ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ہمارا فرض ظاہر ہے۔

مولانا خجندی کا خطاب علماء سے

مولانا خجندی نے اپنے اخبار شوکت میں ملتان کی یہ حالت ظاہر کرتے ہوئے کہ ملتان کے ہنود بعض مسجدوں کو بے حرمت کرتے ہیں علماء سے خطاب کرتے ہیں۔

"چند غریب مسلمانوں کی سنتا کون ہے علم مسلمان بے حیائی کی چادر تانے اطمینان کی نیند سو رہے ہیں۔ کہاں ہیں کفر کے فتوے چھاپنے والے۔ ملتان جائیں۔ اور اپنی حمیت دینی کا جوش دکھائیں۔ دشمنان حق کے روپیہ کو مسلمانوں کو کافر بنانے کے اشتہار دینا آسان ہے۔ عملاً اسلام کی مدد کرو تو کام آئے"

خجندی بابا حلقہ ارتداد میں ہم سے ملے ہیں۔ ہمارے ساتھ ان کو اختلاف ہے۔ لیکن اگر انہوں نے یہ واقعی احساس کیا ہے۔ کہ ان کفر فروشی علماء کی دکانوں کو سرد کر دینا چاہیئے۔ تو اس جہاد میں مرد میدان بن کر آواز اٹھائیں۔ اسلام کے لئے ان علماء سوء کا فتنہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ جنہوں نے اسلام کے شیرازہ کو بکھیر دیا ہے۔ اور اب یہ اوراق پریشاں دشمنوں کے ہاتھوں جا رہے ہیں۔ خدا رحم کرے۔ آمین

مسلم خواتین ہند کی مجلس میں شریعت کی ہتک

دسمبر گذشتہ میں مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس کے ساتھ علیگڑھ میں عورتوں کی انجمن کا بھی اجلاس ہوا۔ اس انجمن کی سکرٹری مولانا حبیب الرحمن صاحب شروانی صدر الصدور امور مذہبی حیدرآباد دکن کی اہلیہ صاحبہ (نفیس دلہن) ہیں۔ اس جلسہ میں تعدد ازدواج کے خلاف تحریک ہوئی۔ مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ مسلم خواتین کے جلسہ میں ایسی تحریک پیش کی جائے۔ جو قرآن مجید کے ارشاد اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صلحائے امت کے عمل کے خلاف ہو۔ اور اس پر کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔

اگر اس قسم کی تحریکوں پر عام طور پر بیزاری کا اعلان نہ کیا گیا۔ اور اس بڑھتے ہوئے فتنہ کو نہ روکا گیا۔ تو عورتوں کے دل سے اسلام کا احترام اور شریعت کا ادب اٹھ جائے گا۔ علماء سوء سے تو یہ توقع نہیں کہ وہ اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ [illegible] عالیہ احمدیہ کی خواتین سے [illegible] امید کرتا ہوں [illegible] اس فتنہ کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ [illegible] جہاں لجنۃ اماء اللہ کی مجلسیں قائم ہیں [illegible] کر کے باقاعدہ تجویز پاس کی جاوے۔ اور [illegible] کے خلاف ملامت کا ووٹ پاس کیا جائے [illegible] اس قسم کی غلطی نہ ہو۔ اور اس تجویز کی نقل مختلف اخبارات کو بھیجی جاوے۔ اور بیگم صاحبہ بھوپال کو بھی ایک نقل ارسال کی جاوے۔

آئندہ نسل کی تربیت اور ان میں مذہبی احساس کو زندہ رکھنا عورتوں پر موقوف ہے۔ اگر مسلمان عورتیں اس قسم کی تجویزیں پاس کر کے شریعت کا استخفاف کریں تو ان کی آئندہ نسلوں میں دینداری کا کیا جذبہ باقی رہ جائے گا۔ احمدی خواتین کے فرائض ظاہر ہیں کہ ان کو مسلم خواتین کی اصلاح کا کتنا بڑا کام کرنا ہے۔ جس طرح پر مسلمان مردوں میں مذہب کی طرف سے بے حسی اور غفلت پیدا ہو رہی ہے۔ عورتوں میں یہ مرض اس سے بھی بڑھ رہا ہے۔ تعلیم جدید نے مردوں کو بھی مذہب سے بدظن کیا ہے۔ اور اب جو عورتوں میں تعلیم پھیل رہی ہے۔ ان کی حالت بھی بدتر ہو رہی ہے۔ اس لئے بہت بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ صدر المہام امور مذہبی ریاست حیدرآباد دکن کی بیوی اس مجلس میں شریک ہو۔ اور وہ اس جلسہ کی سکرٹری ہو۔ اور وہ منع نہ کرے۔ اور ایسی تجویز کو پیش کرنے سے نہ روکے۔ بہرحال یہ مرض ہے جو استخفاف شریعت کا عورتوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ ابھی سے اس کا تدارک ہونا چاہیئے۔

ٹرکی کے شرعی محکمہ کا اعلان

ٹرکی جدید میں اب شرعی تجدید کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ شرعی محکمہ کی طرف سے اعلان ہوا ہے۔ کہ اگر کسی عورت نے بوقت نکاح یہ شرط کی کہ دوسرا نکاح نہ کیا جائے پھر مرد نے نکاح کر لیا تو عقد نکاح کا جائز ہوگا۔

ٹرکی کی مستورات میں آزادی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اور یہ وہ آزادی ہے جو یورپین قوموں کی آزادی کا ثمرہ نتیجہ ہے۔ جدید ٹرکی نے اگر اسی طرح پر شرعی احکام میں تجدید کا سلسلہ شروع کیا تو نتائج خطرناک ہوں گے۔ مسلمان عورتوں میں تعدد ازدواج کے خلاف روح پیدا کرنا اور ان میں اس کے لئے نفرت کے جذبات پیدا کرنا شرمناک غلطی ہے۔ جبکہ تعدد ازدواج ایک شرعی اجازت ہے۔ اور فطرتی طور پر اس کی ضرورت کا احساس اور اس کے فوائد ظاہر ہیں۔ پر اس قسم کے قواعد کا نفاذ [illegible] اور بے ہودگی ہے۔

جمعیتہ العلما اپنی دقیقہ اس سے ضرور اس قسم کے اعلانات کی تائید کرنے کے لئے اپنی ٹکسال فتوے سازی سے کوئی فتوے نافذ کرے گی ۔ اور اس حمایت میں فقہی استدلات کا اور منطقی قضایا کا کوئی بہترین نمونہ پیش کرنے کے لئے تیار ہوگی ۔

گائیکوار بڑودہ کی نصیحت

مہاراجہ بڑودہ نے بنارس یونیورسٹی کے کانووکیشن کی تقریب پر تقریر کرتے ہوئے اہل ہنود کو یہ مشورہ دیا ۔ کہ وہ ایسے مشیروں کی بات ہرگز نہ مانیں ۔ جو ہمیشہ ان کے سامنے قدیم ہندو تہذیب کے مکمل ہونے کی گن گایا کرتے ہیں اور ان کے کانوں میں ان کی قدامت کے بینظیر ہونے کی روایات ڈالتے ہیں ۔ انہیں چاہیئے کہ واقعات صحیح طور پر جانچیں ۔ اور اس قسم کی وہمی اپیلوں کی اندھا دھند پیروی سے انکار کر دیں ۔

قدیم ہندو تہذیب کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ۔ گائیکوار بڑودہ کی نصیحت ہمارے ہندو دوستوں کے لئے کافی ہے ۔ اگر ان کے کان شنوا ہیں ۔ کچھ تعجب نہیں گائیکوار بڑودہ پر بنارس میں پجاری ہندو کو دیکھ کر قدیم ہندو تہذیب کے اثرات خراب پڑے ہوں ۔ جو اب تک وہاں اس تہذیب کے عملی مناظر کو پیش کرتا ہے ۔ ہندو برادران گائیکوار کی نصیحت پر ضرور عمل کرنے کی کوشش کرینگے ۔

انگلستان میں انقلاب حکومت

انگلستان میں حکومت کا انقلاب ہوگیا ہے ۔ اب حزب العمال کی حکومت ہوگئی ہے ۔ مزدور وزارت مسٹر میکڈانلڈ کی صورت عظمیٰ میں قائم ہوگئی ہے ۔ ہندوستان کی وزارت کے لئے لارڈ اولیویر کے متعلق جو امیدیں تھیں وہ پامال ہوگئی ہیں ۔ مسٹر سڈنی اولیویر وزیر ہند کیا لیبر پارٹی سے کچھ شک نہیں ہندوستان کو کچھ توقعات نہیں ۔ مگر وزیر اعظم نے جو پیغام ہندوستان کو دیا ہے وہ قابل غور ہے ۔ چنانچہ وزیر اعظم فرماتے ہیں ۔

اگر ہندوستان آئین پسندی اور انقلاب کے درمیان جد و جہد کا میدان بن گیا ۔ تو میں اس کے لئے کوئی امید نہیں دیکھتا ۔ کیونکہ کوئی بھی برٹش پارٹی طاقت سے خواہ وہ خاموش ہو یا سرگرم یا گورنمنٹ کا کام بند کرنے کی غرض سے وضع کردہ پولیسیوں کی دھمکی سے نہیں ڈریگی ۔

میں ہندوستان کو مشورہ دیتا ہوں ۔ کہ وہ انگلستان کی فتوے پسندی اور نیک نیتی سے فائدہ اٹھائے ۔ بجائے اس کے کہ وہ علیحدہ کھڑا ہو ۔

وزیر اعظم کا یہ پیغام آنے والے واقعات کی ایک کلید ہے ۔ جس کو سیاسی مدبر اپنے سامنے رکھیں گے ۔

امریکہ کی چٹھی

جناب مولوی محمد دین صاحب مبلغ امریکہ نے اخبار وکیل کے ذریعہ حسب ذیل چٹھی شائع کی ہے ۔ اس میں دوسرے مسلمانوں کو امریکہ میں اشاعت اسلام کے کام کے لئے دعوت دی ہے وہ اس پر عمل کریں گے یا نہیں ؟ اس سرزمین کو چھوڑ کر ہمیں اپنا فرض سوچنا چاہیئے ۔ اور اس قوم کو جو اسلام کے زیادہ قریب ہو سکتی ہے ۔ دعوت اسلام پہونچانے کیواسطے ہر ممکن کوشش کرنا ہمارا فرض ہے ۔ (ایڈیٹر)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔ یہ عاجز آپ لوگوں کی خدمت میں ایک ضروری امر اخبار وکیل کے ذریعہ پیش کرتا ہوا ملتمس ہے کہ آپ ان سطور کو غور اور توجہ سے ملاحظہ فرمائینگے

وہو ھذا

مسلمان دنیا میں اس لئے پیدا کئے گئے تھے کہ وہ اعلائے کلمتہ اللہ کریں ۔ دنیا کو بھلائی کا سبق دیں ۔ اور برائی سے منع کریں ۔ (یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات) اس میں ان کی ترقی کا راز مضمر تھا ۔ (اینما تولوا فثم وجہ اللہ) لیکن جونہی انہوں نے اس راہ سے منہ موڑا ۔ اللہ کی توجہ ان سے ہٹ گئی ۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی تھوڑی سی کوشش کو بہت بارور کر کے دکھایا ۔ کہ وہ بہت بڑے فضلوں کا مالک ہے ۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو نہ سمجھا ۔ اور قرون اولا کے زمانہ کے بعد وہ اپنے نفسانی امور میں پڑ گئے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنا جو اصل غرض اسلام تھی ۔ اس کو پس پشت ڈال دیا اور انہی باتوں میں پڑ گئے ۔ جن میں پہلی امتیں گرفتار تھیں ۔ حضرت مسیح بھی آئے اور بدھ جی بھی اور کرشن جی مہاراج بھی لیکن وہ اس نفسانیت قومی اور انفرادی کو اپنی قوموں میں سے نہ نکال سکے ۔ آخر ایک وجود باجود دنیا میں ہوا جس نے مذہب کی غایت یعنی تعلق باللہ کی دوسری کڑی جو جز ولاینفک کی طرح تعلق باللہ کے ساتھ لگی ہوئی اور جس کا نام اخوت بنی نوع یا ہمدردی عامہ ہے اور جس کا اکمل اتم اظہار اخوت سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ وہ اس پاک وجود کے ذریعہ ظہور پذیر ہوا ۔ اس نے اس اخوت کے جھنڈے تلے مخلوق الہٰی کو پھر کھڑا کیا اور ثابت کر دیا کہ یہ ان ہونی بات نہیں ہے اور اس کو مواخات کی عملی صورت دکھا دیا ۔ سیاہ و سفید زرد واحمر کے جھگڑے کو اس نے یکسر مٹا دیا یہ تھا وہ سبق جو وہ دے گیا ۔ اور اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملا ۔ اسی سبق کے لئے تمام انبیاء مبعوث ہوتے رہے ۔ مگر اس کی اتم شکل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوتی ۔ یہ اسی سبق کا اثر ہے کہ غیر مسلم دنیا کو مسلم دنیا میں اس اخوت اسلام ہی کے آثار نظر آتے ہیں ۔ اور ایک دنیا اس سے مرعوب ہے مگر مسلمان اس سے بہت دور جا پڑے ہیں ۔ مگر تاہم جھلک راہ میں موجود ہے ۔ اور اسی حیثیت سے باقی تمام مذاہب مردہ ہیں ۔ اور یہی بڑا ثبوت ان کے اب غیر ضروری ان کے درخت اب خشک ہو چکے ہیں ۔ پھل پھول اور پتے اس کے بکھر چکے ہیں ۔ اس لئے اب سوائے تنور کی نظر ہونے کے ان کا کوئی فائدہ نہیں ۔ کیونکہ جو درخت پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے ۔ مگر مسلمانو ! تمہارا درخت بھی آبیاری کا محتاج ہے ۔ کوئی درخت بغیر پانی کے نہیں رہ سکتا ۔ یہ امید مت رکھیں کہ بغیر پانی کے یہ خود بخود کھڑا رہے گا ۔

اشدھی اور ملکانہ کا جھگڑا کبھی پیدا نہ ہوتا ۔ اگر مسلمان اپنے فرض کو نہ بھولتے ۔ ان کی سلطنتوں کے ساتھ وہ ناگزیر واقعات رونما نہ ہوتے اگر وہ اس روح رواں کو جاری رکھتے ۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ۔ خدا کے گھر میں سب کچھ ہے ۔ اور جس طرح پہلوں نے لیا تھا ہم پھر لے سکتے ہیں ۔ مگر ہمارا فرض ہے اس فرض کو ادا کرنا بھی ہمارا فرض ہے ۔ اپنے گھر کے اندر اور باہر ہر طرح سے خبر گیری کریں ۔ دنیا ہمارا گھر ہے ۔ کیونکہ مشرق مغرب سب خدا کا گھر ہے ۔ اور مسلمان رب العالمین کے بندے ہیں ۔ اس لئے جہاں اندرونی حفاظت کی ضرورت ہے ۔ بیرونی حفاظت اور مدافعت کی بھی ضرورت ہے ۔ ہماری حدود ہندوستان سے باہر یورپ اور امریکہ میں ملی ہوگئی ہیں ۔ اس لئے ان ممالک میں بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے یہاں عیسائیت ناکام ہو چکی ہے ۔ اور لوگ مادی ترقی کے باوجود پیاسے بے چین اور غیر مطمئن ہیں ۔ اور کوئی مذہب ان کو تسلی نہیں دے سکتا ۔ سوائے اسلام کے گو اسلام سے تعصب بہت ہے ۔ لیکن اوائل میں ہندوستان میں اس تعصب کی کونسی کمی تھی ۔ یا اب ہے ۔ مگر باوجود اس کے اب ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان میں موجود ہے ۔ ہندوستان کا تعصب تو ان کے تعصب سے بہت بڑھا ہوا تھا ۔ کسی سیاح تک کو ملک کے اندر داخلہ ملنا مشکل تھا ۔ بھیس بدل بدل کر البیرونی اور سعدی رحمہ وغیرہ آئے ۔ موخر الذکر کو تو بت کے ہاتھ بھی چومنے پڑے ۔ گو ساتھ لعنت بھی سنا دی ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔ ع

یکے بوسہ دادم بدست بتک
کہ لعنت برو باد و بر بت پرست

وہ مشکلات یہاں نہیں ہیں ۔ ہیں اور ہونی چاہئیں بھی آخر اسی نسل کے لوگ ہیں ۔ جس سے ہندو ہیں ۔ ایک ہی تھیلی کے باٹ ہیں ۔ اگرچہ ہندوؤں جیسے تنگ دل اور تنگ ظرف نہیں ۔ یہ لوگ اور کوئی مذہب قبول نہیں کر سکتے ۔ سوائے اسلام کے زیادہ سے زیادہ دوسرے مذاہب کے ساتھ مشغلہ کے طور پر ہمدردی ظاہر کر دیں ۔ مگر وہاں مذہب نہ یہ مذہب ہیں ۔ اور نہ ہی یہ موجودہ ضروریات کو پورا کر سکتے

ہیں۔ اور نہ موجودہ مشکلات سے رہائی دے سکتے ہیں۔ ان کو عملی مذاہب چاہیئے۔ کیونکہ یہ عملی لوگ ہیں۔ اور وہ صرف اسلام ہی ہے۔ جو ہر شعبہ زندگی پر حاوی ہے۔ اس لئے مسلمان اس طرف توجہ کریں۔

اس وقت ایک اور بڑی ضرورت بھی ہے۔ کہ پادریوں نے اسلام کے خلاف جو غلط فہمی پھیلائی ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی ذریعہ سے دور ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس ملک میں حبشی نسل کے لوگ ایک خاص تعداد میں آباد ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ تک ان کی آبادی ریاست ہائے متحدہ (امریکہ) میں صرف ہیں۔ ان لوگوں کی اولاد میں سے جن کو پہلے پہل افریقہ سے بطور غلام کے یہاں لایا گیا۔ اور ان کے لئے بڑی بڑی سختیاں روا رکھی گئیں۔ اور بعض جگہ اب بھی ہیں۔ ان لوگوں کا بہت بڑا حصہ عیسائیت سے متنفر ہو چکا ہے۔ جو بدسلوکی ان کے ساتھ روا رکھی گئی ہے۔ اس نے ان کو عیسائیت سے حد درجہ کی نفرت پیدا کر دی ہے۔ بائبل کو وہ گورے آدمی کی کتاب (کہتے ہیں) اور کہتے ہیں کہ محض ان کو غلامی سکھانے کے لئے یہ کتاب بنائی گئی ہے۔ بعض تو اس قدر دور نکل گئے ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو یہودی بتلانا شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ اور کوئی مذہب ان کو یہاں نظر نہیں آتا۔ اور یہودی غیر دل کو لیتے نہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ زور روں زور یہودی بن بیٹھے۔ بالکل ان کو خبر نہیں کہ یہودیت کیا ہے۔ جس طرح کوئی جلتے ہوئے مکان سے کوئیں میں کود پڑے۔ تا کہ مکان سے کسی طرح نکل جائے۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ بعض ہیں اور وہ بہت [illegible] منتظر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر جائیں کہاں اور کوئی سنبھالنے والا نہیں۔ عیسائیت کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑے لوگ ہیں جو ان میں اب عیسائی رہ گئے ہیں۔ مگر ہمارے لئے جو ان لوگوں کی طرف کھینچنے والی بات ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان میں بعض کے آباو اجداد مسلمان تھے۔ غلامی کے ایام میں یہاں لاکر ان کو جبراً عیسائی بنایا گیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے مسلمان غیر ممالک کے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور جاپان کا جوان اور یوسف جو ترک اور رحمان کا روس بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ فوری توجہ کی جائے۔ ایک قوم کی قوم تیار ہے۔ اور یہ قوم اب بڑھ رہی ہے۔ ان کے خیالات نے ایک عجیب پلٹا کھا ہوا ہے۔ ایسے ایسے موقعے ہر وقت نہیں ملا کرتے۔ اور قومیں ہر وقت اس جوش و خروش کی حالت میں نہیں ہوتیں۔ آخر ایک دن یہ جوش مدہم پڑ جائیگا۔ اور پھر جمود کی حالت وارد ہو جائیگی۔ اس وقت یہ امر اب کال ہو جائیگا۔ اس وقت لوہا گرم ہے۔ اس کو جس شکل میں چاہو تبدیل کر دو لیکن اگر ٹھنڈا پڑ گیا تو پھر کوٹنے سے پہلے اس کو از سر نو گرم کرنا پڑیگا۔ اور نہ ہی ہر وقت اس کو اہرن پر کوٹا جا سکیگا اس کا گناہ کس کے ذمہ ہوگا۔ خود سمجھ لیں۔ عملی صورت اس کی یہ ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی بڑی بڑی انجمنیں ایک ایک طالب علم یہاں تعلیم کیلئے بھیجیں۔ وہ طالب علم گریجوایٹ ہوں۔ دین سے دلچسپی رکھتے ہوں۔ اسلام اور عیسائیت سے واقف ہوں۔ یا کر دیئے جائیں۔ موٹی موٹی باتیں مختلف شہروں میں وہ اقامت پذیر ہو جائیں۔ ہفتہ میں ایک روز تبلیغ کے لئے وقف کریں۔ دو مرکز ہیں۔ جن کے ذمہ خط و کتابت سوال و جواب اور لٹریچر کا مہیا کرنا ہو۔ یہ واقف کار ہونے چاہئیں اور ان کے دفتر ہونے چاہئیں۔ چالیس یا پچاس مبلغ عام ہوں اور دو خاص۔ میدان بڑا وسیع ہے۔ اپنے اندرونی اختلافات کو یہاں نہ لائیں۔ شیعہ ہوں یا سنی سب آئیں۔ پالیٹکس میں نہ حصہ لیں۔ وہ فی الحال دو دوسروں کے ہاتھ رہنے دیں۔ جو کر رہے ہیں۔ ان کا کام اعلیٰ وارفع ہے۔ خرچ ان کو انڈیا سے تھوڑا بہت ماہوار ضرور آتے رہنا چاہیئے۔ اگرچہ یہاں سینکڑوں طالب علم خود روزی کما کر پڑھتے ہیں لیکن صرف اطمینان پر ان کو یہاں نہیں بھیجنا چاہیئے۔ ان کو ملک میں گھسنے نہ دیا جائے گا۔ ہاں اگر ایسی حالت کبھی پیدا ہو جائے۔ تو پھر وہ خود اپنی فکر کریں گے۔ مگر ان کے داخلہ کے لئے کسی صاحب حیثیت کی ضمانت کی ضرورت ہے۔ اور انجمنوں سے بڑھ کر اور کونسی بات ہو سکتی ہے۔ میں احمدی مبلغ کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں۔ احمدی ہوں اور احمدیت کی اشاعت کو اپنا دین و ایمان اور نجات و سرخروئی کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ مسلمانو آؤ خدا کو کسی طرح راضی کر لو۔ وہ یار ایسے ناراض ہوا ہوا ہے۔ یہی صورت ہے اور پس جس سے وہ راضی ہو سکتا ہے۔ بالآخر میں اپنی چٹھی کو اس رپورٹ پر ختم کرتا ہوں کہ مجھے اس ملک میں آئے تھوڑا سا عرصہ ہوا ہے۔ لیکن تھوڑے سے عرصہ میں حضرت مفتی صاحب کے اس ملک سے تشریف لیجانے کے بعد اڑھائی سو سے زیادہ آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو اپنے فرض کی طرف توجہ کرنے کی توفیق دے۔ اور عقبیٰ بالخیر کر دے۔ والسلام

(خاکسار محمد الدین بی۔ اے احمدی مشنری ۴۴۴۸ واباس ریونیو شکاگو امریکہ)

بزمِ احمدؐ کی ایک اور شمع بجھ گئی

یکم فروری ۱۹۲۴ء کو نماز جمعہ کی اذان کیساتھ حضرت سید فضل شاہ صاحب مہاجر اس عالم فانی کو چھوڑ کر دارالبقا کو چل دیئے۔ اور اس طرح پر حضرت احمدؐ کی بزم اقدس کی ایک اور شمع بجھ گئی **انا للہ وانا الیہ راجعون**

حضرت سید فضل شاہ کا جنازہ بعد نماز عصر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے ایک کثیر جماعت کیساتھ باغ میں پڑھا اور قبل مغرب مقبرہ بہشتی کے اس قطعہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک سے جنوب مغرب پہلا قطعہ ہے۔ دفن کر دیا۔ آپ قبرستان [illegible] آخر وقت تک رہے۔ اور دفن کرکے لمبی دعا کرکے واپس [illegible]

سید فضل شاہ صاحب ان بزرگوں میں سے ایک تھے جو حضرت مسیح موعود کے فداکار عشاق ہیں۔ حضرت کی خدمت میں عرصہ دراز سے آکر بیٹھے تھے۔ اور مرکر بھی اس دروازہ سے اٹھے۔ اور پھر اس کے قدموں ہی میں جا بسیرا کیا۔ کچھ شک نہیں کہ دنیا کے مال و دولت سے ان کو کوئی حصہ نہ ملا تھا مگر دولت دین سے پورے بہرہ مند تھے۔ ان کے اخلاص و محبت کا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بارہا ذکر کیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو یہ سعادت نصیب ہوئی ہے کہ بعض ان ساعات میں جبکہ خدا کا کلام حضرت مسیح موعود پر اتر رہا تھا۔ تو یہ موجود تھے۔ اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کسی دوسرے وقت انشاءاللہ کیا جائیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت صحابہ یکے بعد دیگرے کم ہو رہی ہے۔ اور ایک وقت آئیگا کہ لوگ اس پاک گروہ کے کسی فرد کو تلاش کریں گے۔ اور نہیں ملیگا۔ کیا ہی مبارک تھا وہ آقا اور کیسے مبارک ہیں وہ خادم جو بلاواسطہ اس کے منہ سے خدا کا کلام [illegible] اور پھر کیسے ہی مبارک ہیں وہ لوگ جنکو اس دنیا [illegible] کے بعد اپنے محبوب آقا کے قدموں میں جگہ مل جائے اور یہ آخری مراد ہے جو پوری ہو گئی۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپ نے مرض الموت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جوار میں دفن ہونے کی اجازت چاہی۔ اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو وہ جگہ دیدی تو کس مسرت اور جوش سے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے کوئی غم نہیں رہا۔ حقیقت میں تقاضائے محبت اور انتہائے وفا یہی ہے۔

غرض حضرت سید فضل شاہ صاحب زندگی میں بھی آپ کے قدموں میں رہے۔ اور مرنے کے بعد بھی خدا تعالےٰ نے آپ کے جوار میں جگہ دی۔

سید صاحب کی وفات اس لحاظ سے کہ ہمارا ایک پیارا بھائی ہم سے جدا ہو گیا موجب رنج ہے لیکن اس لحاظ سے کہ وہ کامیاب ہو گیا باعث خوشی ہے اللہ تعالےٰ یہ مقام سب کو نصیب کرے۔ شاہ صاحب کے برادر عزیز سید ناصر شاہ صاحب اور شاہ صاحب کے صاحبزادہ اور خاندان کے ساتھ اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رضا کے اعلیٰ مقام پر اٹھائے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے۔ اور آپ ان کے لئے ہر قسم کی تسلی اور اطمینان کی صورتیں پیدا کرے۔ خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو اس پیارے دوست کے حالات زندگی الحکم میں شائع کئے جائیں گے۔

جمعیۃ العلماء ہند کا سالانہ اجلاس اور اس پر تبصرہ

نمبر سوم

گذشتہ نمبر میں میں نے بتایا ہے کہ جمعیتہ کے اجلاس میں کوئی ایسی تجویز نہ پیش ہوئی نہ پاس ہوئی جس سے اشاعت اسلام یا حفاظت اسلام کے ضروری اور اہم کام کے متعلق عملی قدم اٹھایا جاتا۔ بلکہ جمعیتہ کا جو بھی کام نظر آتا ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ بعض سیاسی امور میں کچھ تجاویز کانگرس کے نقش قدم پر چل کر پاس کر دے۔

اس دوسری تجویز میں سوراجیہ۔ میثاق ملی۔ اور قومی معاہدہ کو ایک سب کمیٹی کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ عام مسلمانوں کو میثاق ملیہ اور قومی معاہدے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالکر کچھ بتایا نہیں گیا۔ اور نہ یہ فیصلہ ہوا کہ اس قسم کے معاہدات اسلام کے حق میں کسی حد تک مفید اور موثر ہیں۔ اسلام خود سب سے صلح کا عہد باندھتا ہے۔ اور وہ دنیا میں امن اور سلامتی کا دین ہے۔ ایک مسلمان حقیقی مسلمان ہونے کی صورت میں خود ایک

معاہدۂ امن

کا پابند اور اس طرح پر گویا دنیا کے امن کا ذمہ دار اور کفیل ہوتا ہے۔ اس قسم کے معاہدات کے ہم خلاف نہیں۔ لیکن یہ معاہدات مختلف اقسام کے تنازعات کا موجب بھی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب معاہدات کی تصریحات پر بحث ہوگی تو ہر فریق کو حق ہوگا کہ وہ اپنے حقوق پر جہاں موثر اور مخالف پائے۔ اسکو صاف کرے۔ چنانچہ میثاق ملی اور قومی معاہدہ کی تصریحات نے دونوں قوموں کے درمیان ایک نئی خلیج پیدا کر دی ہے۔ میری غرض اس وقت نہ تو میثاق ملی پر بحث کرنے کی ہے۔ اور نہ قومی معاہدہ پر البتہ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میثاق ملی کیا ہے۔ اور قومی معاہدہ کیا ہے۔

دہلی کے گذشتہ اجلاس خصوصی کانگرس میں ایک سب کمیٹی میثاق ملی کے لئے تجویز ہوئی تھی۔ اور ڈاکٹر انصاری اور لالہ لاجپت رائے نے بعض دوسرے کانگرسی لیڈروں کی موجودگی میں سولن پہاڑ پر ایک معاہدہ قومی تجویز کیا تھا۔ یہ میثاق ابھی تک پبلک میں نہ آیا تھا کہ بنگال میں سی۔ آر داس کی پارٹی نے ایک معاہدہ بنگال تجویز کیا۔ اسی آخر الذکر معاہدہ میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کو انصاف و دیانت کے ساتھ مدنظر رکھا گیا تھا اس کی اشاعت کا ہونا تھا۔ کہ ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ اور ہندو پریس نے مخالفت کا شور بلند کیا اور اس طرح پر ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت کا راز طشت از بام ہو گیا۔ آخر کوکناڈا کانگریس میں پورا زور مخالفت میں صرف کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاہدہ بنگال محض ایک مسودہ قرار دیا گیا۔ اور پھر ایک سب کمیٹی معاہدہ قومی کے لئے تجویز ہوئی۔ اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہوگا۔ وہ سپرد کیا جائیگا۔ ایسی سب کمیٹیاں بنا کرتی ہیں۔ اور ایک یا دوسرے مشکلات کی وجہ سے رہ جایا کرتی ہیں چنانچہ دہلی کا سپیشل اجلاس میں میدان ارتداد کے طریق عمل کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کے ممبروں میں ہمارے مکرم مخدوم خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب بھی تھے۔ وہ بیچارے خطوط ہی لکھتے رہے۔ لیکن جن لوگوں کے ہاتھ میں آغاز کار تھا انہوں نے اس کمیٹی کا اجلاس ہی نہ ہونے دیا۔

غرض جمعیتہ نے بھی کانگریس کی تقلید کر کے اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی ہی تجویز کی۔ مگر اصلی مرض کا تو علاج نہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس امر کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ اس قسم کے معاہدات کریں۔ جو ان کے جوش مذہبی اور حمیت ملی کو سرد کر دیا۔ اگر اس معاہدہ کی ضرورت قیام امن کی خاطر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ حقیقی مسلمان سے بڑھ کر امن کا کون حامی اور موید ہو سکتا ہے۔ پھر جمعیتہ کا کیا یہی کام تھا۔

جمعیتہ کی غرض محض ایک نمائش ہے۔ اور وہ اسی قسم کی تجاویز سے عام مسلمانوں کے دل بہلا دے کا سامان پیدا کرتی رہتی ہے۔ تاکہ وہ سمجھیں کہ جمعیتہ بہت کچھ کر رہی ہے۔ اور وہ اس غرض کے لئے روپیہ دیتے رہیں مگر ہم کو مناسب ہے کہ جمعیتہ العلماء کو تجاویز کی عینک سے نہ دیکھیں۔ بلکہ اس کے کام کے نتائج سے اس کی دیکھ بھال کریں۔ اس حیثیت اور پہلو سے جب جمعیتہ کا اپریشن کیا جائے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ اس نے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔

میں نے کسی پہلی اشاعت میں بتایا تھا کہ مثلاً ہجرت کا فتوے تو دیدیا گیا اور تھوڑے دنوں کے لئے ایک دفتر مہاجرین قائم کیا گیا۔ اور غریب مسلمانوں کے اموال اور جائدادیں کوڑیوں کے مول ہندوؤں کے ہاتھ بکوا دیا۔ اور ان کو گھر سے بے گھر کر کے آوارہ کیا۔ وہ راستہ کی صعوبات اور تکالیف برداشت کر کے کابل کی طرف گئے۔ مگر جس شومی قسمت کو لیکر یہاں سے نکلے تھے۔ اس سے زیادہ بدنصیب اور مصیبت زدہ ہو کر واپس آئے۔ اور

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

کے مصداق ہو کر ان علماء کو گالیاں دیتے ہوئے واپس ہوئے۔ خود ان علماء میں سے کسی نے اس فتوے پر عمل نہ کیا۔ اور غریب مسلمانوں کا کچھ مال و زر تو چند دلیروں نے لیا اور باقی کو اس طرح پر برباد کر دیا۔ اور اب کوئی نام بھی نہیں لیتا۔ کہ ہم نے کیا کیا تھا۔

حصول زر کے لئے ہمیشہ نئی تجویز اور سکیم سوچی جاتی ہے۔ مجھکو آگرہ کا وہ جلسہ کبھی نہیں بھولیگا جو کہ انجمن تبلیغ اسلام کے قیام کے لئے سر رحیم بخش بالقابہ اور دوسرے مسلمانوں کی تحریک پر امپیریل ہوٹل میں ہوا تھا۔ وہاں جمعیتہ کا سارا زور اسی امر پر تھا کہ اس انجمن کے بنانے کی ضرورت نہیں۔ اور وہ مختلف تدبیروں سے یہ چاہتی تھی کہ اس انجمن کے قیام کا اعلان نہ ہو۔ لیکن جب انجمن قائم ہو گئی تو اس کی مخالفت کے لئے جو کچھ اخبارات میں جمعیتہ کی طرف سے ظہور میں آیا وہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو پبلک نہ جانتی ہو۔

ہماری مخالفت کے لئے تو کہدیا جاتا ہے اور بہانہ بنا دیا جاتا ہے کہ احمدیت اور غیر احمدیت کا سوال ہے۔ مگر انجمن تبلیغ اسلام کی مخالفت کیوں کی گئی تھی؟ محض اس لئے کہ اگر وہ انجمن کام کرنے لگی تو چونکہ اس میں کام کرنے والے لوگ اپنی وجاہت اور رسوخ میں بڑھے ہوئے ہیں۔ عوام روپیہ زیادہ ادھر دیں گے۔ اس لئے مختلف طریقوں سے اس کی مخالفت ہوتی رہی۔ اور عجیب و غریب مضامین اخبارات میں چھپتے رہے۔ اور اب تک بھی اثر ثابت باقی ہے۔

ان حالات کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کا فہیم اور تعلیم یافتہ طبقہ کیا سمجھ نہیں سکتا۔ کہ جمعیت علماء کیا کام کر رہی ہے۔ وہ اس امر کی پرواہ نہیں کرتی کہ اس کے کام کا کیا نتیجہ ہوگا کسی طرح سے روپیہ ملنا چاہیئے۔ غرض واقعات کی روشنی میں یہ نمایاں ہے کہ جمعیتہ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے لئے کسی صورت میں کوئی مفید اور بابرکت نہ تھا۔ سیاسی طور پر اس لئے کہ جب کہ مسلمان کانگرس میں شریک ہیں۔ جب خلافت کمیٹی اپنا ایک الگ نظام رکھتی ہے۔ اور وہ ہندوستان اور بیرون ہند کے سیاسی اسلامی مسائل کو اچھی طرح سمجھتی ہے۔ تو ان ملاؤں کی آواز بے معنی کیا وقعت اور کیا حیثیت رکھے گی۔ پھر اس کے قیام اور بقا کے لئے کثیر التعداد روپیہ ضائع کرنا محض اسراف اور غریب مسلمانوں کے اموال کو ضائع کرنا ہے۔ بہت زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا۔ کہ یہ حقیقت بے نقاب ہو جائے گی۔ اور مسلمان اس کو سمجھ جائیں گے۔

مسلمانوں کی بیماری کچھ اور ہے اور اس کے لئے علاج جو تجویز کیا جاتا ہے وہ اس کو ہلاک کرنے کا مترادف ہے۔ مصیبت عظمیٰ یہ ہے کہ اسلام پر حملے ہو رہے ہیں اور ہم ہیں کہ یہ فکر کر رہے ہیں کہ ان حقوق کی کوئی تدبیر نہ کی جائے۔ اور صرف کاغذ پر چند تجاویز کے پاس کر دینے سے اس کا مداوا کیا جاوے۔ اگر صورت حال یہی ہوتی تب بھی کچھ کم خطرہ نہ تھا۔ لیکن اب اس نے جو عملی کام شروع کیا ہے وہ یہ ہے کہ دردمندان اسلام کی مخالفت میں اپنی تمام کوششوں کو لگا دینا ضروری سمجھا ہے۔ مسلمانوں کے اس روپیہ کو جو ان سے اشاعت و خدمت اسلام کے نام

لیا جاتا ہے۔ ان کی دشمنی اور مخالفت کے کاموں میں صرف کیا جاتا ہے۔

ہماری جماعت اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے دشمنوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اپنا روپیہ اور وقت اس کام کے لئے دے رہی ہے۔ اور دشمنوں نے محسوس کر لیا ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں خدا کے فضل و کرم سے عاجز اور درماندہ ہیں اب اس جماعت علماء کو یہ ہرگز پسند نہیں آتا۔ اسلام بچے یا جائے مسلمان مرتد ہوں یا تباہ مگر اسلام کی حفاظت و اشاعت کا کام کرنے والی جماعت کی مخالفت ضرور ہے اگر ان کو اسلام سے محبت ہوتی اور مسلمانوں کے ارتداد کا کچھ بھی صدمہ اور فکر ہوتا تو کیا وہ اس طرح پر ہماری جماعت کی مخالفت کرتے؟ ہرگز نہیں اس کی وجہ ایک اور صرف ایک ہے۔

کہ ان کا بازار سرد ہوتا ہے

ان کو اپنا نفس مقدم ہے اسلام مقدم نہیں۔ ان علماء میں سے بتائیں کہ انہیں کتنے ہیں جو اپنے دست و بازو کی کمائی ہوئی دولت کو اس راہ میں خرچ کر رہے ہیں جب اس کی پڑتال ہو گی تو معلوم ہو گا کہ یہی تو ان کی دوکان اور تجارت کی منڈی ہے۔ اور اس ذریعہ سے تو وہ روٹی کما کھاتے ہیں۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان میں

۱۴ جنوری ۱۹۲۶ء کو قبل دوپہر جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر معہ میم صاحبہ قادیان تشریف لائے آپ کا مقام تو بھری گوبند پور تھا۔ لیکن آپ نے راستہ میں قادیان کا دیکھنا بھی ضروری سمجھا۔ احمدی جماعت نے اپنے معزز مہمان کا نہایت احترام اور اکرام سے استقبال کیا۔ اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اکرام ضیف کی تاکید فرمائی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت ہے

صاحب بہادر ہر ایک شخص سے نہایت اخلاق اور محبت سے پیش آتے تھے۔ اور وہ ہمارے درمیان باوجود ہمارے ضلع کے ذمہ دار حاکم ہونے کے ایک شریف دوست کی طرح پھرتے تھے۔ اس مختصر سے قیام میں جو دو گھنٹہ کے قریب تھا۔ آپ نے نور ہسپتال مدرسہ تعلیم الاسلام کو پھر کر دیکھا۔ اور ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کا ملاحظہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بھی ملاقات کی۔

بٹالہ والی سڑک قادیان میں تانگہ اور سمال ٹون ایکٹ کے متعلق مختصر گفتگو بھی ہوئی۔ ہمیں یقین ہے کہ صاحب ممدوح نے ان ضروریات کا پورا احساس کر لیا ہے اور جہاں تک ان کے امکان اور اختیار میں ہے وہ قادیان کی پبلک کو پوری مدد دیں گے۔

حقیقت میں حکام ضلع کا اپنے ضلع میں رعایا کے ساتھ تعلقات کا بڑھانا اور ان سے اپنے دوستوں کی طرح ملنا انتظامی امور کو کامیاب بنانے کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ صاحب ممدوح نے دوسرے موقعہ پر قادیان میں پھر آنے کا بھی خیال ظاہر فرمایا ہے۔ جو امید ہے بہت مفید ہو گا۔ صاحب ممدوح کی آمد پر جنرل سکرٹری صدر انجمن نے ایک مختصر سا ایڈریس بھی پیش کیا۔ جس کو ہم اگلی اشاعت میں چھاپ دینگے۔

نئی کتابیں

ہندو دھرم کی حقیقت

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کسی نہ کسی مفید تالیف میں لگے رہتے ہیں اور تبلیغ سلسلہ کے لئے یہ بہترین طریقہ ہے۔ حال میں انہوں نے مندرجہ حاشیہ کتاب ۱۹۱ صفحوں پر شائع کی ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور معنی خیز ہے۔ ہندو دھرم کی حقیقت کو ہندو دیگر تھوں سے ہی سلیس عبارتیں ایسے طور پر بیان کیا ہے کہ پڑھنے والا بلا تکان دلچسپی سے اسی پڑھتا جاتا ہے۔ اور ہندو دھرم کی کمزوری اور غلطیوں سے واقف ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت ایسے وقت میں جبکہ فتنہ ارتداد کا بازار ہندو سنگٹھن کی سرپرستی میں گرم کیا گیا ہے۔ نہایت ضروری ہے مگر افسوس ہے کہ اس قسم کی کتابیں جو معقولیت اور متانت سے لکھی جائیں کم اشاعت پاتی ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ اس قسم کے لٹریچر کو پھیلایا جائے۔ اور خوب شائع کیا جاوے۔ قیمت عمر فی جلد ہے۔ نور بکڈپو سے ملے گی۔ اگر میری آواز سنی جاوے تو میں احمدی انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کی اشاعت میں سرگرمی سے حصہ لیں۔

ہماری نماز

ناظر صاحب تعلیم و تربیت نے اس نام سے ایک نہایت خوب صورت رسالہ چھپوا کر شائع کیا ہے جس میں نماز کا ترجمہ اور مطالب و مقاصد نماز کو بہت ہی پیارے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے نظارت تربیت نے یہ رسالہ سال گذشتہ کی مجلس مشاورت کی ایک تجویز کی تعمیل میں لکھا ہے۔ اور ایسا جامع لکھا ہے کہ اگر ہمارے بچے اور جوان اور بوڑھے اس کو غور سے پڑھ کر یاد کر لیں تو وہ نماز کی حقیقت سے پورا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ مکرمی سید زین العابدین صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و ناظر تعلیم و تربیت کی مصروفیت دفتری کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسی ضروری اور مفید کتاب کا تالیف کرنا حقیقت میں بہت ہی قابل عزت و امتنان ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے وقت کے اس حصہ کو بھی جو قدرت نے آرام کے لئے بنایا ہے۔ سلسلہ ہی کی خدمت میں قربان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ کتاب ہزاروں ہزار کی تعداد میں شائع ہونی چاہیئے۔ ایک روپیہ کی چار کتابیں دفتر بکڈپو قادیان سے ملیں گی۔ اور یہ قریب قریب لاگت کے ہے۔

میں سمجھتا ہوں اس کتاب کی بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں۔ احباب جلد منگوا لیں۔ ورنہ دوسرے اڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔

تارپیڈو و مشین گن

یہ ہر دو کتب دیانند ست گھنٹن سبھا کے بانی اور فاروق کے ایڈیٹر مشہور و معروف مناظر میر قاسم علی صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہیں۔ انیسویں صدی کے مہارشی کے سلسلہ میں یہ دو کتابیں آریہ مذہب کی حقیقت کو بے نقاب کرنے کے لئے لکھی ہیں۔ تارپیڈو چھوت چھات کی تحریک کے متعلق ایک نہایت ضروری رسالہ ہے۔ اور مشین گن کے دس فائروں کے ذریعہ دیدوں کے الہامی ہونے کے دعوے اڑا دئے گئے ہیں۔ مجھکو اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کتابوں کے نام اور مصنف کا نام ہی ان کے پڑھنے کا شوق دلانے کو کافی ہے۔ دونوں کی قیمت چار چار آنے ہے۔ دفتر فاروق قادیان سے منگواؤ۔

فقہ احمدیہ حصہ اول

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کی تعمیل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے عہد خلافت میں مخدومی حافظ روشن علی صاحب نے لکھی ہے۔ فقہ احمدیہ کی ضرورت نہایت اہم تھی اور رہیگی۔ یہ کتاب نہایت مقبول ہوئی ہے۔ اور میں اس پر ایسے وقت ریمارک کر رہا ہوں کہ سٹاک میں اس کی شاید ۹۰ کاپیاں باقی ہیں۔ حافظ صاحب نے جس عمدگی اور سلاست بیان کے ساتھ مسائل کو ترتیب دی ہے وہ ان کا خداداد حصہ ہے۔ قیمت ۱۲ بکڈپو قادیان سے ملسکتی ہے

نقو الشافی

ز ہے ادویہ اور شفا پائیو

مشکلیں آسان ہوئیں دکھ درد سب جاتے رہے

۱۔ **معجون شاہی یا اکسیر جریان** خوشخبری ہو کہ ہماری آٹھ دس سال کی کامل توجہ اور محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں معجون شاہی جیسی اکسیر اعظم جو خالص جڑی بوٹیوں اور قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ عطا فرمائیں جو کہ جریان اور خواب میں بلا ارادہ منی کے خارج ہونے اور ان سے پیدا شدہ جملہ کمزوریوں کے ازالہ کرنے میں فی الواقع ایک اکسیر ہے۔ اور لطف یہ کہ باوجود ممسک ہونے کے مقوی باہ بھی ہے۔ بچپن کی بد اعتدالیوں اور غلط کاریوں کے جملہ بد نتائج کے اصلاح کرنے میں اس کو ایک خاص خصوصیت ہے۔ قیمت فی پاؤ ۸ عہ

۲۔ **روغن اکسیر اعصاب** بعض حالتوں میں اس معجون کے استعمال کے ہمراہ ہمارا تیار کردہ روغن اکسیر اعصاب بھی طلا کرنا پڑتا ہے۔ جو کہ بذات خود ہر ایک قسم کی سستی اور ضعف اور کمزوری اعضائے تناسل کے ازالہ کے لئے بجلی کا کام دیتا ہے۔ فی شیشی روغن اکسیر اعصاب دو روپیہ ۲ عہ

۳۔ **کشتہ طلاء** جسکو ہم نے نہایت محنت اور احتیاط سے تیار کیا ہے۔ پھر اس میں یاقوت اور کشتہ فولاد شامل کرنے سے اس کی قوت اور طاقت میں اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ اس کے فوائد بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ صرف طب کی مستند کتاب محیط اعظم سے مختصر اقتباس برائے ملاحظہ ناظرین لکھدیا جاتا ہے۔ جو کہ یہ ہے۔ سونا۔ دل۔ دماغ۔ حرارت عزیزی کو تقویت دینے والا۔ ذہن اور فکر کو تیز کرنے والا۔ معدہ وجگر اور تلی کے ضعف کو دور کرنے والا۔ امراض سوداوی خفقان توحش وہم۔ جنون۔ جذام۔ دوا زدہ کو نفع دینے والا۔ ضعف باہ اور ضعف گردہ کو رفع کرنے والا تنبیہ میں اس قدر تفریح پیدا کرتا ہے کہ خواہ مخواہ ہنسنے کو دل چاہتا ہے۔ الغرض عجیب وغریب چیز ہے۔ اس نادر تحفہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ قیمت فی خوراک ۶ ر اور سینکڑہ خوراک بتیس روپے ۳۲ عہ

۴۔ **حب مقوی اعصاب** یہ گولیاں ہر ایک قسم کے ضعف اعصاب میں واقعی مسیحائی اثر اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ضعف باہ۔ ضعف دماغ اور ضعف معدہ کے لئے اکسیر ہیں۔ نیز باقاعدہ مسہلوں کے بعد مالیخولیا۔ فالج۔ لقوہ وغیرہ مرضوں میں مبتلا بھی بفضل خدا صحتیاب ہو گئے ہیں۔ قیمت فی سینکڑہ پانچ روپے ایک روپیہ میں سولہ گولی۔

۵۔ **اکسیر سوزاک** سالہا سال کی تلاش اور تجربہ کے بعد یہ اکسیر سوزاک حاصل ہوئی ہے۔ جو کہ نئے اور پرانے سوزاک کو بفضل تعالیٰ ایک ہفتہ میں دور کرتی ہے۔ قیمت ایک ہفتہ عہ

۶۔ **سرمہ مروارید** یہ سرمہ بصارت کے لئے اکسیر ثابت ہوا ہے۔ جوانوں کی نقص بصارت کو دور کرتا ہے۔ اور بوڑھوں کے لئے از سر نو نور بصارت عطا فرماتا ہے۔ پرانے ککرے کے لئے بھی نہایت مفید ہے۔ کیوں نہ ہو۔ نہایت قیمتی اجزا مروارید اور مامیران وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے۔ قیمت فی تولہ چار روپے للعہ

تصدیق حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

حکیم صاحب نہایت مخلص پرانے احمدی ہیں۔ اور علم طب میں پرانہ تجربہ رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضہ بھی آپ کی بعض دواؤں کو استعمال کرواتے تھے۔ اخلاص اور محبت سے تیار کی گئی ادویہ بیماروں کے لئے مفید ہوگی۔ (مرزا محمود احمد)

ملنے کا پتہ:۔ حکیم محمد حسین احمدی گوجرانوالہ

رسالہ شمس الاسلام

دکن سے ایک صاحب ہندوستان کی مشہور لائبریریوں کی ایک فہرست بھیجکر درخواست کرتے ہیں۔ کہ رسالہ اسلم سن رائز ان کتب خانوں کے نام اگر جاری کرا یا جائے تو بہت دینی فوائد حاصل ہوں گے۔ سو واسطے بذریعہ اعلان ہذا تحریک کی جاتی ہے کہ نام بنام لائبریریوں کے تمام رسالہ جاری کرا کر ثواب حاصل کریں۔ قیمت رسالہ سن رائز ایک سال کے واسطے مبلغ پانچ روپے ہے۔ دارالسلام منیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان۔ گورداسپور

زکوٰۃ کی بطرف جماعت احمدیہ توجہ دلانے کی ضرورت

گذشتہ شروع سال رمضان میں ہی چندہ

خادم ہر ایک جماعت میں ارسال کئے گئے تھے جن میں زکوٰۃ کے بقایا کی بابت بھی دریافت کیا گیا تھا۔ ان فہرستوں سے معلوم ہوتا ہے کہ احباب نے ابھی پورے طور پر توجہ نہیں فرمائی۔ ماسوائے اس میں ضروری خیال کرتا ہوں اگرچہ زکوٰۃ اسلام کا ایک اعلیٰ ترین رکن ہے۔ اور اسکی ادائیگی ہر ایک صاحب نصاب پر فرض ہے۔ قرآن کریم اور احادیث میں خصوصیت سے حکم ہے اور یہ بھی اب تشریح ہو چکا ہے۔ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی انتہائی ضروری اور اس کے اخراجات صرف خلیفہ وقت ہی کر سکتا ہے۔ چونکہ احباب نے پورے طور پر اس طرف توجہ نہیں کی۔ لہذا اب پھر ان کو توجہ دلانے کیلئے احباب سے تین امور مطلب ہیں ۱۔ کون صاحب نصاب ایسے ہیں جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ یا آئندہ زکوٰۃ دینے کا اعلان کرتے ہیں۔ اس فہرست میں صرف نام اور پتے لکھنا کافی ہوگا۔ ۲۔ کون کون صاحب ہیں جو باقاعدہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ اور نہ انہوں نے کوئی وعدہ کیا ہے۔ کہ آئندہ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرینگے۔ ۳۔ ایسے احباب کی درکار ہے جو اپ کے خیال میں تو صاحب نصاب ہیں لیکن وہ خود اپنے آپ کو زکوٰۃ دینے والوں میں ...

فخر قوم چوہدری نذیر احمد خان صاحب وکیل جے پور

کی

الہ آباد میں ایک نہایت دلچسپ اور پُر اثر تقریر

جلسہ مسلم راجپوتاں ہیٹ ضلع فتحپور ہسوہ (یو۔ پی) کے اختتام پر عالی جناب مولوی سر رحیم بخش خانصاحب کے۔ سی۔ آئی۔ ای اور نواب جمشید علی خاں صاحب رئیس باغپت تو کانپور کی جانب روانہ ہو گئے۔ اور چودھری صاحب نے الہ آباد میں رونق افروز ہو کر رسالہ نمبر ۱۷ پونا ہارس کے اپنے قائم خانی بھائیوں کی اس آرزو کو پورا کیا۔ جو ایک عرصہ سے آپ کی دید اور تقریر سننے کے بے حد مشتاق تھے۔ آپ نے تاریخ ۱۲ جنوری ۱۹۳۶ء کو بوقت شب ترویج تعلیم اور اتحاد باہمی پر ایک نہایت مدلل اور مؤثر تقریر فرمائی۔ آپ کی تقاریر کے اثرات اور نتائج مسلمانان ہند پر اظہر من الشمس ہیں۔ راجپوتوں پر اس درجہ اثر ہوا کہ انہوں نے مسلم راجپوت سکول جے پور کے لئے للعہ روپیہ امداد دینے کا وعدہ کیا جو ماہ جنوری ۳۶ء کے اختتام پر بروقت تقسیم تنخواہ بھیجا جائیگا۔ اور آئندہ کے لئے ایک روپیہ چودہ آنہ ماہوار بابت چندہ مستقل بہ شرح ذیل دینا تجویز کیا۔ جو اسی ماہ جنوری ۱۹۳۶ء سے وقت تقسیم تنخواہ بالا لارسالہ سے جایا کرے گا۔

نام عہدہ دار	مشرح چندہ فی ماہ
رسالدار	دو روپے عہ
جمعدار	ایک روپیہ عہ
کوٹ دفعدار	پانچ آنے ۵ر
دفعدار	چار آنے ۴ر
لانس دفعدار	تین آنے ۳ر
سوار	دو آنے ۲ر

قائم خانی راجپوتوں کا یہ ایثار قابل آفرین ہے علاؤالدین خاں صاحب دالو خاں صاحب رسالداران اور رجب خاں محمد خاں صاحب دوست محمد خاں صاحب دالو خاں صاحب دفعدار محمد خاں صاحب جمعداران قابل شکریہ

امید کہ دیگر رسالہ جات اور پلٹنوں کے راجپوت بھی اس سے سبق حاصل کریں گے۔ اگر اسی طرح تمام قوم توجہ کرے تو ایک جے پور کا مسلم راجپوت سکول تو کیا۔ یہ اپنی علیحدہ مسلم راجپوت سوسائٹی قائم کر سکتے ہیں۔ کس واسطے کہ ہندوستان میں مسلم راجپوتوں کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے۔ (حافظ سید عبدالاحد الہ آباد)